MONTHLY
HUMAN RIGHTS WATCH
LAHORE

ماہنامہ
ہیومن رائٹس واچ
لاہور

2010ء سے مسلسل اشاعت

ستمبر 2024ء

www.hrwmagazine.com

تشویشناک برین ڈرین

پاکستان میں غربت کیوں بڑھ رہی ہے؟

خواندگی کی اہمیت

مجوزہ پنجاب لیبر کوڈ پر مزدوروں کے تحفظات

ممتاز شاعرہ، مصنفہ، کالم نگار

پروفیسر فہمیدہ کوثر کا انٹرویو

NATURAL GLOW
AURORA
- ORGANIC - AYURVEDA - NATURAL -
GOLD SERUM
Anti-Aging
Increase Collagen Production
Skin Rejuvenation
Reduces Dark Spots & Wrinkles
Improve Blood Circulation
Brightening Effect
Reduce Inflammation
Hydration
Use as Primer
AURORA
Gold serum
Restores dull skin's elasticity for firmer, youthful looking & glowing skin
PREMIUM ORGANIC QUALITY
Aurora Organics Global Inc.
5800 Ambler Drive Suite 210 Unit 20
Mississauga ,Ontario L4W 4J4 CANADA
www.auroraorganics.co
info@auroraorganics.co

www.hrwmagazine.com

انسانی حقوق کا علمبردار

(اے بی سی سے باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت)

Monthly
HUMAN RIGHTS WATCH
LAHORE

ABC CERTIFIED

ماہنامہ
ہیومن رائٹس واچ
لاہور

جلد: 15 شمارہ: 9 ---------> ستمبر 2024ء

چیف ایڈیٹر: غلام مصطفیٰ چودھری

ایڈیٹر: عمارہ جہاں زیب

مینجنگ ایڈیٹر: نعیم اختر

ایگزیکٹو ایڈیٹر: ایم نصیر بیگ

ڈپٹی ایڈیٹر: چوہدری محمد عبداللہ

جوائنٹ ایڈیٹرز: نزہت عروج بیگ، مہوش انور

اسسٹنٹ ایڈیٹرز: بشریٰ رضوان/ شگفتہ یسمین/ سونیا بٹ

شوبز ایڈیٹرز: توحید اختر

چیف فوٹو گرافر: عبدالرشید لودھی

سرکولیشن منیجر: علی امیر

جنرل منیجر مارکیٹنگ: عمیر جٹ

آرٹ اینڈ ڈیزائننگ: ساجد مہتاب

کمپوزنگ: اختر شہزاد

مشاورتی بورڈ

- قیوم نظامی • کاشف بشیر خان
- ضمیر آفاقی • سبحان عارف صہبائی
- قیصر علی خان لودھی • عبدالعزیز
- عندلیب بھٹی • صنم خان

قانونی مشیر

- میاں محمد بشیر — ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، چیف لیگل ایڈوائزر
- عظیم اعجاز — ایڈووکیٹ ہائی کورٹ، لیگل ایڈوائزر
- فیاض احمد ملک — ایڈووکیٹ ہائی کورٹ، لیگل ایڈوائزر

اندرون ملک نمائندگان (اعزازی)

- لاہور ــــ عابد حسین، ڈاکٹر محمد رفیق
- اسلام آباد ــــ نعیمہ ناز
- راولپنڈی ــــ ناصر محمود
- ملتان ــــ چوہدری محمد الیاس، تنویر صدیقی
- کوٹ ادو ــــ رانی وحیدہ ملک
- فیصل آباد ــــ زاہد محمود
- سرگودھا ــــ ثناء نصیر شیخ
- چنیوٹ ــــ سیف علی خان
- بہاولپور ــــ ذوالفقار علی
- بہاولنگر ــــ ملک صفدر ضیاء
- ڈیرہ غازی خان ــــ طیب فاروق
- صوبہ سندھ ــــ دلاور خان قادری
- کراچی ــــ محمد ندیم سلیمانی
- کوئٹہ ــــ اعظم جان زرکون
- پشاور ــــ صاحبزادہ طالع سعید
- مظفر آباد ــــ ڈاکٹر قمر تنویر

بیرون ممالک نمائندگان

- منور علی شاہد...... یورپین ممالک
- مقصود قصوری...... آسٹریلیا
- محمد رضوان...... مشرق وسطیٰ

اس شمارے میں

- اداریہ ـــــ 3
- پاکستان میں غربت کیوں بڑھ رہی ہے؟ ـــــ 5
- تشویشناک برین ڈرین ـــــ 7
- خوف کی رہگزر: بلوچستان میں دہشتگردی کی ایک نئی لہر ـــــ 9
- مجوزہ پنجاب لیبر کوڈ پر مزدوروں کے تحفظات ـــــ 11
- ممتاز شاعرہ، مصنفہ، کالم نگار پروفیسر فہمیدہ کوثر کا انٹرویو ـــــ 13
- عدالتوں اور ایوانوں کے دروازوں پر کنندہ کروادیں ـــــ 18
- حسن آوارگی (افسانہ) ـــــ 20
- خواندگی کی اہمیت ـــــ 23
- دنیائے خواتین ـــــ 24
- ہیلتھ اینڈ فٹنس ـــــ 25
- شوبز کی دنیا ـــــ 26
- ادبی ورثہ ـــــ 27
- سپورٹس ـــــ 28
- خصوصی رپورٹس ـــــ 29
- لوگ کیا کہتے ہیں؟ ـــــ 30
- انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں ـــــ 31
- بین الاقوامی خبریں ـــــ 33
- سوشل راؤنڈاپ ـــــ 34

قیمت اندرون ملک

-/100 روپے فی شمارہ

قیمت بیرون ملک

فی شمارہ

امریکہ 4 ڈالر ـــــ برطانیہ 2 پونڈ
کینیڈا 4 ڈالر ـــــ یورپین ممالک 3 یورو
سعودی عرب 10 ریال ـ متحدہ امارات 10 درہم

رابطہ آفس: 231/12 علامہ اقبال روڈ، مصطفیٰ آباد، لاہور (پاکستان)

Contact: 0336-0810800 Whatsapp: 0300-4539241

E-mail: hrwmagazine@gmail.com, humanrightswatchpk@gmail.com /humanrightswatchpk

/humanrightswatchmagazine @HRWMagazine @humanrightswatchmagazine /HRWlahore

پبلشر مہوش مصطفیٰ چودھری نے عکاظ پرنٹرز، فیروز پور روڈ لاہور سے چھپوا کر 231/12، علامہ اقبال روڈ لاہور (پاکستان) سے شائع کیا۔ نوٹ: ادارہ کا جملہ شائع شدہ مندرجات سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے

اداریہ

خواندگی کا عالمی دن: ایک روشن مستقبل کی بنیاد

8 ستمبر کو دنیا بھر میں خواندگی کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ یہ دن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ تعلیم اور خواندگی کسی بھی معاشرتی اور معاشی ترقی کا بنیادی عنصر ہیں۔ خواندگی نہ صرف ایک فرد کو بہتر زندگی گزارنے کے قابل بناتی ہے، بلکہ یہ معاشرے میں شعور، امن، اور ترقی کو فروغ دینے کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ آج کے جدید دور میں، جہاں ٹیکنالوجی تیزی سے ترقی کر رہی ہے، خواندگی کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ چکی ہے۔ تعلیم یافتہ افراد اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ ہوتے ہیں، جدید معلومات تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں، اور ایک مضبوط، باخبر اور خود مختار شہری بن سکتے ہیں۔ تاہم، بدقسمتی سے دنیا کے بہت سے حصوں میں اب بھی لاکھوں لوگ بنیادی تعلیم سے محروم ہیں۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں خواندگی کی شرح ابھی تک عالمی معیارات سے کم ہے۔ دیہی علاقوں میں تعلیمی سہولیات کی کمی، غربت، اور صنفی تفریق جیسے مسائل بچوں کو اسکول سے دور رکھتے ہیں۔ یہ مسائل ہمیں اس بات پر غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں کہ ہم کس طرح تعلیم کو ہر بچے تک پہنچا سکتے ہیں اور انہیں بہتر مستقبل فراہم کر سکتے ہیں۔ اس دن کا مقصد صرف یہ نہیں کہ ہم خواندگی کی اہمیت کو سمجھیں بلکہ ہم عملی طور پر ایسے اقدامات کریں جو تعلیم کو ہر ایک کی پہنچ میں لائیں۔ سرکاری و غیر سرکاری تنظیموں، اساتذہ، والدین اور معاشرے کے ہر فرد کو مل کر کام کرنا ہوگا تاکہ تعلیمی مواقع کو بڑھایا جا سکے اور ہر بچے کو علم کی روشنی فراہم کی جا سکے۔ ہمیں یہ بھی سمجھنا ہوگا کہ خواندگی صرف الفاظ پڑھنے اور لکھنے کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ ایک مکمل شعوری عمل ہے جو فرد کی سوچ کو وسیع کرتا ہے، انہیں تنقیدی سوچنے کی صلاحیت دیتا ہے، اور انہیں معاشرتی مسائل کا سامنا کرنے کے لیے تیار کرتا ہے۔ خواندگی کا دن اس عزم کے ساتھ منایا جانا چاہیے کہ ہم اپنی آئندہ نسلوں کے لیے ایسا ماحول پیدا کریں گے جہاں تعلیم ہر کسی کا حق ہو، نہ کہ ایک مراعت۔ جبکہ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ایک خواندہ معاشرہ ہی ایک ترقی یافتہ اور پرامن دنیا کی بنیاد رکھ سکتا ہے۔

یوٹیلیٹی اسٹورز کو ختم کرنا ایک نامناسب فیصلہ

حکومت کی جانب سے یوٹیلیٹی اسٹورز کو ختم کرنے کا فیصلہ نہ صرف غریب اور متوسط طبقے کے لیے مشکلات کا باعث بن سکتا ہے، بلکہ یہ معاشرتی ناہمواری کو بھی مزید بڑھا سکتا ہے۔ یوٹیلیٹی اسٹورز کا قیام ایک ایسے وقت میں عمل میں آیا تھا جب معاشی دباؤ اور اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں اضافے نے عوام کی زندگیوں کو متاثر کیا تھا۔ ان اسٹورز نے عوام کو کم قیمت پر بنیادی ضروریات کی فراہمی کو یقینی بنایا، خاص طور پر ایسے اوقات میں جب مہنگائی عروج پر تھی۔ یوٹیلیٹی اسٹورز کی خدمات نے لاکھوں خاندانوں کو فائدہ پہنچایا اور انہیں اشیائے خورونوش کی خریداری میں کچھ ریلیف فراہم کیا۔ ان اسٹورز پر موجود رعایتی نرخ نہ صرف شہری بلکہ دیہی علاقوں کے لوگوں کے لیے بھی ایک امید کی کرن تھے، جہاں عام بازاروں میں اشیا کی قیمتیں کنٹرول میں نہیں تھیں۔

یوٹیلیٹی اسٹورز کو ختم کرنے کا فیصلہ غریب طبقے کو مزید مہنگائی کے بوجھ تلے دبا سکتا ہے۔ اس اقدام سے معاشی مشکلات میں اضافہ ہوگا اور عوام کو مارکیٹ کی غیر مستحکم قیمتوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے گا۔ اس کے نتیجے میں معاشرے میں غربت اور ناہمواری کی شرح میں اضافہ متوقع ہے، جو کہ ایک مستحکم معیشت اور پرامن معاشرے کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے۔ حکومت کو اس فیصلے پر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ یوٹیلیٹی اسٹورز کا نظام ختم کرنے کی بجائے، انہیں مزید فعال اور شفاف بنانے کے اقدامات اٹھائے جائیں تاکہ یہ اسٹورز نہ صرف عوام کی ضروریات کو پورا کر سکیں بلکہ معاشی دباؤ کے دوران ایک مضبوط سہارا بن سکیں۔ یوٹیلیٹی اسٹورز کو ختم کرنے کے بجائے ان کی بہتری اور وسعت کے ذریعے ملک کے کمزور طبقے کو ریلیف فراہم کیا جا سکتا ہے۔ یہ وقت ہے کہ حکومت عوامی مفادات کو مقدم رکھتے ہوئے ایسے فیصلے کرے جو ملک کی معاشرتی اور اقتصادی استحکام کو فروغ دیں، نہ کہ عوام کو مزید مشکلات میں ڈالیں۔

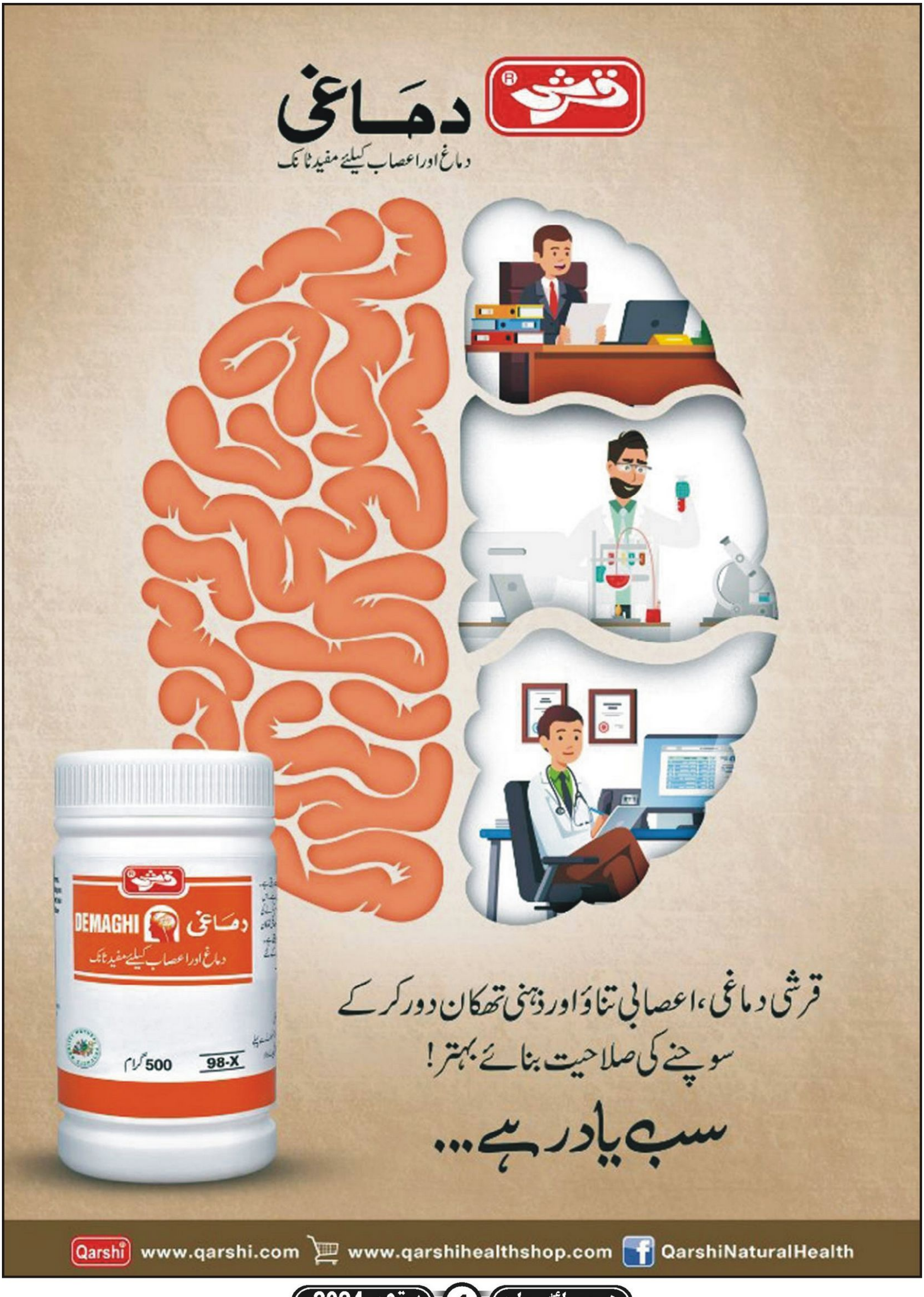

قرشی
دماغی
دماغ اور اعصاب کیلئے مفید ٹانک
DEMAGHI
500 گرام
98-X
قرشی دماغی، اعصابی تناؤ اور ذہنی تھکان دور کر کے
سوچنے کی صلاحیت بنائے بہتر!
سب یاد رہے...
Qarshi www.qarshi.com www.qarshihealthshop.com QarshiNaturalHealth

پاکستان میں غربت کیوں بڑھ رہی ہے؟

عوام کی آواز

ضمیر آفاقی

zameerafaqi@gmail.com

ملک کے حالات بدلے نہ ہم اور نہ ہمارے الفاظ بدلے، وہی الفاظ ہیں جو ماضی کا حصہ ہیں اور وہی ہم ہیں، تبدیلی اس ملک کے عوام کے حصے میں کبھی نہیں آئی ۔قسمت کی ستم ظریفی دیکھیے جس عوام نے آزادی جیسی نعمت ہزاروں جانوں، مال ومتاع اور دنیا کی سب سے بڑی ہجرت کے نتیجے میں حاصل کی وہ عوام آج 77 برس بعد بھی اپنے بنیادی حقوق کے لئے خوار ہو رہے ہیں۔ ایک الگ مملکت کی ضرورت کا بنیادی مقصد ایک ایسا خطہ حاصل کرنا تھا جہاں خوشحالی امن وسکون کے ساتھ آزاد فضا میں اپنے تمام افعال آزادی کے ساتھ ادا کئے جا سکیں۔ بانی پاکستان کے پیش نظر یہی عوام کے مسائل تھے۔لیکن بانی پاکستان کی زندگی میں اور ان کی رحلت کے فوری بعد ایسے گروہ اس ملک کے اقتدار ، پالیسی سازی کے اداروں اور تعلیم کے شعبے پر قابض ہو گئے جنہوں نے عوام کو ایسے نظریات کے خوش نما باغ دکھائے کہ وہ باغ اگ سکے اور نہ ہریالی نظر آئی مگر ملک ہر لحاظ سے بنجر بنتا گیا اس وقت ہم ذہنی بنجر پن کا ایک اعلی نمونہ بن کر رہ گئے ہیں جہاں عقل اور شعور کے سوتے نہیں پھوٹتے بلکہ ذہنی وصوتی آلودگی کے نظارے اور مظاہرے بہر حال ہر جگہ نظر آتے ہیں۔ جس ملک کے ساٹھ فیصد عوام کو روزگار کے مسائل ، چالیس فیصد سے زائد کو صحت اور آدھی سے زیادی آبادی کو تعلیم اور آدھی ہی آبادی کو رہائش کے مسائل نے جکڑ رکھا ہو وہاں کسی معاشی واقتصادی نظریئے کے احیا کا دور دور تک نشان نظر نہیں آتا جبکہ اس کے برعکس ان نظریات کا فروغ روز افزوں ہے جو ان سب مسائل کی جڑ ہیں۔عوام کے مسائل کے دفاع یا حل کے بغیر تبدیلی کے اکھ کے اکھ گلی گلی محلے محلے، سمجھ سے بالاتر ہیں۔

خوشی جیسی انمول نعمت (جو کئی لوازمات کا مجموعہ ہے) سے ہم محروم کر دیئے گئے ہیں۔کسی بھی قوم کی سماجی اور اقتصادی ترقی میں خوشی اور اطمینان کا بہت اہم کردار ہے۔ اور یہ خوشی اور اطمینان ویژنری قیادت میں قائم حکومتیں عوام کو مہیا کر سکتی ہیں جو منصوبہ بندی کرتے ہوئے عوام کی خوشی کو خصوصی اہمیت دیتی ہیں فنون لطیفہ کے اداروں کا جال بچھایا جاتا ہے، جدید تعلیم کا فروغ اور بہتر ہیلتھ کی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں اس کے برعکس یہاں تعلیم ہیلتھ اور فنون لطیفہ کا کیا حال ہے یہ بات کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ بے بسی اور مایوسی کا عالم دیکھیے کہ ہماری قوم خوشی اور تبدیلی بھی چاہتے ہیں تو کیسی؟ بس اتنا ہی چاہتے ہیں کہ پانی کے کولر اور مٹکے کے ساتھ رکھا گلاس زنجیروں میں جکڑا نہ ہو، سجدہ کرتے ہوئے اس کا دھیان جوتوں کی چوری کی طرف نہ ہو، دو وقت کی روٹی کی خاطر کسی کو اپنی عصمت نہ بیچنا پڑے، کسی معصوم کے کاندھے پہ بوٹ پالش کا باکس نہ ہو، کوئی بڑا انقلاب، کوئی بڑی تبدیلی نہیں چاہتے۔ 77 برس بعد بھی صورتحال یہ ہے کہ عوام بجلی، گیس پینے کے صاف پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں، اپنی چھت کا تو خواب بھی نہیں دیکھ سکتے، انسانی جان و مال عدم تحفظ کے شکار ہیں، روزگار کے دروازے بند ہیں، مہنگائی کے باعث خودکشیوں اور جرائم میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے جبکہ معاشی دہشت گردی ایک اضافی بوجھ بن کر ملک اور معاشرے

پر مسلط ہے جس کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں عوام ہی ہار رہے ہیں۔ مگر قومی سطح پر ابھی تک ہم معاشی دہشت گردی کے خاتمے کے لئے بھی کوئی متفقہ لائحہ عمل نا بنا سکے یوں لگتا ہے جیسے یہ جنگ صرف غریب عوام کی ہے اور اس نے ہی لڑنا ہے اور وہی اس کا لقمہ بن رہا ہے۔

آزادی کے بعد گذشتہ 77 برس سے سیاسی حکمراں ملک سے غربت کا خاتمہ کرنے کے لیے سیکڑوں سکیمیں، پروگرام اور منصوبے لا چکے ہیں۔ صورتحال میں کچھ تبدیلی ضرور آئی لیکن غربت کی جو مجموعی صورتحال تھی وہ کم وبیش آج بھی پہلے کی طرح اپنی جگہ موجود ہے گذشتہ 77 برس میں تمام سکیموں، حکومتی پالیسیوں اور پروگراموں کے باوجود ملک کے 70 فی صد عوام غریب ہی رہے۔ اسی مدت میں، انڈونیشیا، ملائیشیا، چین، کوریا اور تھائی لینڈ بلکہ بنگلہ دیش جیسے ایشیائی ملکوں نے غربت کے خاتمے میں زبردست کامیابی حاصل کی اور اب ان ممالک کا دنیا کے کامیاب ملکوں میں شمار ہو رہا ہے۔ آزادی کے بعد سیاست پر شہروں کے امیر طبقے اور گاوں کے زمیندار، جاگیرداروں، وڈیروں اور پیروں کی مکمل اجارہ داری قائم ہوگئی۔ سیاست اس طبقے کے ذاتی مفاد کی تکمیل کا ذریعہ بن گئی۔ پاکستان میں ایک نیا سیاسی حکومتی طبقہ بادشاہوں اور انگریزوں کے سامراجی دور سے بھی زیادہ طاقتور اور دولتمند بن گیا ہے۔ ریاستی اور قومی سطح کے کئی سیاسی رہنما اتنے طاقتور اور دولتمند ہو چکے ہیں کہ ماضی میں بڑے بڑے شہنشاہوں کے پاس اتنی طاقت اور دولت نہیں ہوا کرتی تھی۔ نئی نسل کے ان نئے سیاسی بادشاہوں نے جمہوری نظام کا سب سے زیادہ استحصال کیا۔ ملک کا سیاسی نظام اب ایک مختلف ڈگر پر ہے۔ ملک کی بے چین اکثریت ایک طویل عرصے سے موثر جوابدہ فیصلہ کن طرز کے نظام کی خواہاں ہے جس کی امید انہیں کہیں نظر نہیں آتی۔ پی ٹی آئی ہو یا کسی بھی پارٹی کی جمہوری حکومت، ایسا کوئی غیر معمولی کام نہیں کیا گیا جس سے عوامی مسائل کے خاتمہ یا انسانی وسائل میں کوئی ترقی ہوتی ہوئی نظر آئی ہو۔ جمہوری حکمرانوں، سیاسی و مذہبی جماعتوں کے راہنماؤں کو مستقبل کا پاکستان کیسا ہونا چاہئے کے بارے چنداں فکر نہیں۔ حالانکہ ان کا دعوی ہے کہ وہ عوام کی تمناؤں اور خوابوں کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ لیکن کسی کو بھی نہیں معلوم کہ وہ مستقبل کے چیلنجز کا کامیابی کے ساتھ سامنا کرنے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں یا نہیں، بدلتی ہوئی دنیا کے جدید تقاضوں کا انہیں فہم و ادراک ہے یا نہیں۔ مہنگائی بے روزگاری، صحت عامہ کی بدترین صورت حال تعلیم کی جگہ پر جہالت گھر گھر قیامت برپا کر رہی ہے، جمہوری حکومتیں عوام کو ریلیف دینے کے طریقے ڈھونڈتی ہیں مگر یہ جمہوری حکمران عوام سے ریلیف بھی چھین رہے ہیں۔ مہنگائی کا عفریت غریبوں کا خون خشک کر رہا ہے، خورونوش کی اشیا قوت خرید سے باہر ہو چکی ہیں غریب آدمی کی پریشانیاں انتہا کو پہنچ چکی ہیں، لوگوں کو ابھی دو وقت کا کھانا نصیب نہیں ہو رہا، عوام کی محرومیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ لاکھوں خاندان غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔

تشویشناک برین ڈرین

منظر نامہ

قیوم نظامی

qayyumnizami@gmail.com

پاکستان سے برین ڈرین تشویش ناک حد تک بڑھتا جارہا ہے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ہماری حکمران اشرافیہ اس سلسلے میں مکمل طور پر بے حس نظر آ رہی ہے۔ ان وجوہات اور اسباب پر سوچ بچار کرنے پر بھی امادہ نہیں ہے جو برین ڈرین کا سبب بنتے جارہے ہیں۔ اگر پاکستان کی حکمران اشرافیہ نیک نیت اور محب وطن ہو تو برین ڈرین کی رفتار کو روکا بھی جا سکتا ہے۔ ملائشیا کے عظیم لیڈر مہاتیر محمد جب دوسری بار وزیراعظم منتخب ہوئے تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ دنیا بھر سے ملائشیا کے شہریوں کو اپنے وطن واپس بلائیں گے تاکہ وہ اپنے ملک ملائشیا کی ترقی وہ خوشحالی میں کردار ادا کر سکیں۔ مہاتیر محمد نے بیرونی ممالک سے واپس آنے والے افراد کو انہی تنخواہوں اور مراعات کی پیشکش کی جو وہ بیرونی ملکوں سے لے رہے تھے۔ ملائشیا کے لوگوں نے بڑی خوشدلی کے ساتھ ملائشیا کی حکومت کی پیشکش کو قبول کرلیا۔ جب بیرونی ملکوں میں کام کرنے والے ماہرین ملائشیا واپس آگئے تو ملائشیا ایشیا کا معاشی ٹائیگر بن گیا۔ پلس کنسلٹنٹ کے ایک سروے کے مطابق بیورو آف امیگریشن کے اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2008 سے 2024 تک 10 ملین یعنی ایک کروڑ افراد پاکستان سے باہر چلے گئے جن میں ہنر منداور غیر ہنر مند دونوں شامل ہیں۔ ان افراد نے 2024 کے مالی سال کے دوران صرف 30 ملین ڈالر پاکستان واپس بھیجے ہیں۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں 64 فیصد آبادی 30 سال کی عمر کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان میں نوجوان آبادی بہت زیادہ ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ نوجوان پاکستان کا قیمتی سرمایہ ہونا چاہیئں تھے مگر وہ پاکستان کی پسماندگی معاشی بدحالی بیڈ گورننس مہنگائی کی وجہ سے پاکستان چھوڑ کر باہر جا رہے ہیں۔ 2008 سے 2013 تک پاکستان پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں 20 لاکھ 40 ہزار افراد پاکستان چھوڑ کر بیرونی ممالک میں چلے گئے۔ 2013 سے 2018 تک مسلم لیگ نون کی حکومت کے دوران 30 لاکھ 50 ہزار افراد پاکستان چھوڑ کر چلے گئے۔ 2018 سے 2022 تک تحریک انصاف کی حکومت کے دوران 10 لاکھ 75 ہزار افراد پاکستان چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے۔ 2022 سے 2024 تک پی ڈی ایم کی حکومت کے دوران تقریبا 16 لاکھ افراد پاکستان چھوڑ گئے۔ 2022 میں 832339 اور 2023 میں 862425 پاکستانی مشرق وسطی اور یورپین ملکوں میں ہجرت کر گئے۔

ایک معتبر اور مستند رپورٹ کے مطابق پاکستان کو چھوڑ کر جانے والے افراد میں 5534 انجینئرز 18000 الیکٹریکل انجینئر 2500 ڈاکٹر 12000 کمپیوٹر ماہرین 6500 اکاونٹنٹ 2600 زرعی ماہرین 1600 نرسز 21517 ٹیکنیشن شامل تھے۔ پاکستان اور عوام دوست دانشوروں کے مطابق اگر بیرونی دنیا کے ممالک پاکستانیوں کو فری ویزا دینا شروع کر دیں تو پاکستان سے ہجرت کرنے والوں کی تعداد 1947 سے بڑھ سکتی ہے۔ خیبر پختون خواہ سے تعلق رکھنے والی آسیہ ان لاکھوں لوگوں میں شامل ہیں جو حال ہی میں

پاکستان چھوڑ کر باہر چلے گئے ہیں -انہوں نے بتایا کہ غربت، مہنگائی، بے روزگاری کی وجہ سے وہ پاکستان چھوڑنے پر مجبور ہوئی ہیں کیونکہ ان کو پاکستان کے اندر اپنا مستقبل روشن دکھائی نہیں دے رہا تھا۔آسیہ کا کہنا تھا کہ پاکستان کے حالات دن بدن خراب ہوتے جا رہے ہیں اسی وجہ سے انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ وقت پر کسی دوسرے ملک جا کر اپنا کیریئر بنا لیں۔آسیہ نے بتایا کہ ملک چھوڑنا کسی کے لیے بھی آسان کام نہیں ہوتا اور اسے بہت سی مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے۔رہائش کا بندوبست کرنا پڑتا ہے، اخراجات ادا کرنے پڑتے ہیں اور نئے کلچر میں اپنے آپ کو ایڈجسٹ کرنا پڑتا ہے۔روزگار ڈھونڈنا بھی انتہائی مشکل کام ہوتا ہے مگر اس کے باوجود پاکستان کے ہنرمند لوگ پاکستان چھوڑ کر دنیا کے مختلف ملکوں میں جا کر آباد ہو رہے ہیں۔آسیہ کا کہنا تھا کہ اگر حکومت نوجوانوں کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کرتی تو برین ڈرین اس قدر تشویش ناک صورتحال اختیار نہ کرتا۔انہوں نے کہا کہ نوجوان اس حد تک مایوس ہو چکے ہیں کہ وہ قانونی ذرائع اختیار کرنے کے بجائے غیر قانونی ذرائع بھی اختیار کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور اپنی زندگی اور آزادی کو بھی خطرے میں ڈال لیتے ہیں- فیس بک پر دوستوں نے برین ڈرین کے بارے میں اپنی آرا دی ہیں- سید مزمل بخاری کہتے ہیں نوجوانوں کا تعلیم حاصل کرنے کے لیے بیرون ملک جانے کی ایک بڑی وجہ ملک میں دستیاب مواقعوں کی کمی اور معاشی عدم استحکام ہے۔پاکستان میں روزگار کے مواقع کم ہیں اور جو مواقع ہیں وہ اکثر میرٹ کی بنیاد پر نہیں بلکہ سفارش اور تعلقات کی بنیاد پر ملتے ہیں۔اس کے علاوہ بہتر زندگی کے معیار ترقی کے زیادہ مواقع اور محفوظ مستقبل کی تلاش بھی نوجوانوں کو بیرون ملک جانے کی طرف راغب کرتی ہے۔ایک اور اہم وجہ یہ ہے کہ نوجوانوں کو ملکی نظام پر اعتماد ہی نہیں ہوتا۔وہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں انہیں اپنی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرنے اور ترقی کرنے کے مواقع بہت کم ملیں گے۔حامد فاروق کہتے ہیں کہ پاکستان میں یہ تباہ کن صورتحال ہے کہ اصلی ڈگری والا اوبر چلا رہا ہے جبکہ جعلی ڈگری والے ملک چلا رہے ہیں۔مزید ستم یہ کہ ینگ ڈاکٹر جتنی تنخواہ لیتا ہے اتنی تو سپریم کورٹ کا کلرک لیتا ہے۔کرنل زیڈ فرخ کہتے ہیں کہ ایک وزیر باتدبیر کو میڈیا پر یہ کہتے سنا کہ اچھا ہے لوگ باہر جا کر زرمبادلہ بھیج رہے ہیں۔قوم سازی کے ضمن میں ان کی یہ دلیل جاننے کے بعد میرا تو دماغ ہی شل ہو گیا ہے۔عصمت جمال کہتے ہیں کہ پاکستان سے باہر جانے والے ماہرین عارضی طور پر باہر گئے ہیں اور وہ جب پاکستان کے حالات سازگار ہو گئے واپس آجائیں گے اور پاکستان کی تعمیر وتشکیل میں کردار ادا کریں گے۔ذوالفقار علی چوہان کہتے ہیں کہ پاکستان پر مافیاز کا قبضہ ہو چکا ہے اور پاکستان میں ٹیلنٹ دیانت داری اور اعلیٰ تعلیم کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اسی وجہ سے لوگ پاکستان کو چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں جا رہے ہیں۔اگر نوجوانوں کو مساوی مواقع میسر آئیں تو وہ کبھی ملک چھوڑ کر نہ جائیں۔ذوالفقار بانیان کہتے ہیں کہ پاکستان میں کسی کی جان و مال اور عزت آبرو محفوظ نہیں ہے عدل و انصاف کا کوئی نظام موجود نہیں ہے کرپشن عام ہے احتساب کا کوئی موثر نظام موجود نہیں ہے۔پاکستان کے مستقبل کے بارے میں کوئی بھی یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا یہی وجہ ہے کہ پاکستان کا نوجوان مایوس ہو کر پاکستان کو چھوڑتا جا رہا ہے۔مدثر احمد کہتے ہیں کہ پاکستان میں روپے کی قدر و قیمت بہت کم ہے اور ڈالر کی اڑان بہت اونچی ہے۔جان و مال کا کوئی تحفظ نہیں ہے۔بجلی بہت مہنگی ہو چکی ہے اس لیے نوجوان طبقہ پاکستان سے باہر جا رہا ہے۔

حکمران اشرافیہ عیش وعشرت میں مصروف ہے وہ اپنا وی آئی پی کلچر بھی ترک کرنے پر تیار نہیں ہے نہ ہی کفایت شعاری اور سادگی کی پالیسی پر عمل درآمد کرنے پر آمادہ ہے۔ان کو کوئی غرض نہیں کہ پاکستان سے نہ صرف برین بلکہ سرمایہ بھی دوسرے ملکوں میں منتقل ہو رہا ہے۔چند ماہ پہلے دبئی لیکس میں پاکستانیوں کی جائیدادوں کے سلسلے میں جو انکشافات ہوئے تھے ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کا سرمایہ کس تیزی کے ساتھ پاکستان سے باہر جا رہا ہے -لوگ پاکستان میں کاروبار بند کر رہے ہیں صنعتیں بند ہو رہی ہیں۔تجارتی ادارے بند ہو رہے ہیں مگر کسی کو کوئی فکر نہیں ہے۔الیکٹرانک اور سوشل میڈیا نے لوگوں میں مایوسی پیدا کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے وہ پاکستان کے اچھے کاموں کی تشہیر کرنے کی بجائے منفی کاموں کی تشہیر کر رہے ہیں جس سے نوجوانوں میں مایوسی پیدا ہونا قدرتی امر ہے۔حکومت کی اس جانب کوئی توجہ نہیں ہے کہ پاکستان کا نوجوان روز بروز مایوسی اور بے حسی میں کیوں مبتلا ہوتا جا رہا ہے۔

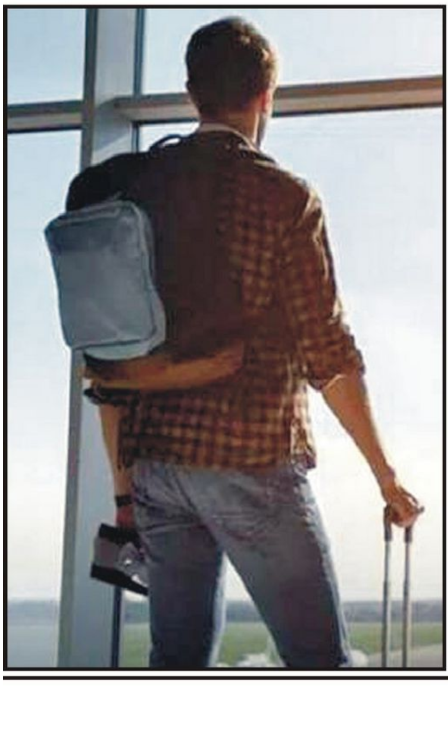

خوف کی راہگزر: بلوچستان میں دہشت گردی کی ایک نئی لہر

تحریر: ماریہ حلیمہ

بلوچستان کی سیاسی، سماجی، اور امن و امان کی صورت حال کافی پیچیدہ اور حساس ہے، اور اس کا پس منظر تاریخی، سماجی، اور اقتصادی عوامل سے جڑا ہوا ہے۔ حالیہ دہشت گردی کی لہر نے اس صورتحال کو مزید خراب کیا ہے۔ اس موضوع پر تفصیل سے بات کرتے ہیں: بلوچستان کی سیاسی صورتحال ہمیشہ سے نازک رہی ہے۔ یہاں پر وفاقی حکومت اور مقامی قوم پرست گروہوں کے درمیان تنازعہ جاری رہا ہے۔ بلوچ قوم پرستی کی تحریکیں اس علاقے کی سیاسی خصوصیات پر غالب رہی ہیں، جو بلوچستان کی خودمختاری، قدرتی وسائل کے تحفظ، اور مقامی حقوق کی بحالی کا مطالبہ کرتی ہیں۔ بلوچ قوم پرست گروہ اکثر وفاقی حکومت پر بلوچستان کے وسائل کو نظرانداز کرنے اور انہیں دوسرے صوبوں کے مفادات میں استعمال کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔ ان کا مطالبہ ہوتا ہے کہ بلوچستان کے وسائل پر پہلا حق بلوچ عوام کا ہونا چاہیے، اور انہیں معاشی ترقی میں زیادہ حصہ ملنا چاہیے۔ بلوچستان کی صوبائی حکومت کو مرکز سے وابستہ سمجھا جاتا ہے، اور اکثر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ مقامی مسائل کو صحیح طور پر نہیں حل کیا جاتا۔ صوبائی حکومت کو بھی امن و امان کی بحالی میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ بلوچستان کی سماجی صورتحال بھی مشکل ہے۔ تعلیم کی کمی، صحت کی سہولیات کا فقدان، اور بنیادی ڈھانچے کی ناقص صورتحال نے علاقے کی ترقی کو متاثر کیا ہے۔ بلوچستان کا شمار پاکستان کے سب سے زیادہ پسماندہ علاقوں میں ہوتا ہے، جہاں غربت اور بے روزگاری کی شرح بہت زیادہ ہے۔ قدرتی وسائل جیسے کہ گیس، معدنیات اور سمندری وسائل کے باوجود، مقامی آبادی کو ان کے فوائد کم ہی ملتے ہیں۔ بلوچستان کی سماجی بناوٹ میں قبائلی نظام کا گہرا اثر ہے۔ بلوچ، پشتون، اور دیگر نسلی گروہوں کے درمیان تقسیم موجود ہے، جو بعض اوقات سیاسی اور سماجی تنازعات کا باعث بنتی ہے۔ بلوچستان میں امن و امان کی صورتحال ہمیشہ سے ایک بڑا مسئلہ رہی ہے۔ حالیہ دہشت گردی کی لہر نے اس صورتحال کو مزید خراب کر دیا ہے۔ بلوچ عسکریت پسند گروہ، جو بلوچستان کی خودمختاری یا آزادی کے خواہاں ہیں، اور پاکستانی سیکورٹی فورسز کے درمیان تنازعہ دہائیوں سے جاری ہے۔ اس کے علاوہ، دہشت گردی کی کارروائیاں بھی ہو رہی ہیں، جن میں قوم پرست گروہوں کے ساتھ ساتھ طالبان اور داعش جیسے شدت پسند گروہ بھی شامل ہیں۔ دہشت گردی کے حالیہ واقعات: حالیہ مہینوں میں بلوچستان میں دہشت گردی کے حملے بڑھے ہیں، جن میں خاص طور پر سیکیورٹی فورسز، سرکاری تنصیبات، اور غیر ملکی ورکرز کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ یہ حملے نہ صرف صوبے کی صورتحال کو غیر مستحکم کر رہے ہیں بلکہ ملکی سطح پر بھی تشویش کا باعث بن رہے ہیں۔

2023 اور 2024 میں بلوچستان میں دہشت گردی کی ایک نئی لہر دیکھی گئی ہے، جس میں قوم پرست گروہوں کے حملوں کے ساتھ ساتھ مذہبی شدت پسند گروہوں کے حملے بھی شامل ہیں۔ ان حملوں میں

سیکیورٹی چیک پوسٹوں، فوجی قافلوں، اور ترقیاتی منصوبوں پر کام کرنے والے مزدوروں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ خاص طور پر سی پیک) چین پاکستان اقتصادی راہداری (منصوبے سے وابستہ لوگوں پر حملے کیے جا رہے ہیں، کیونکہ بلوچ عسکریت پسند ان منصوبوں کو مقامی لوگوں کے حقوق کے خلاف سمجھتے ہیں۔ پاکستانی فوج اور دیگر سیکیورٹی فورسز نے دہشت گردی کے خلاف آپریشنز کیے ہیں، جن میں کئی عسکریت پسندوں کو ہلاک کیا گیا ہے۔ لیکن امن و امان کی مکمل بحالی ابھی بھی ایک بڑا چیلنج ہے۔ بلوچستان کے مسائل کا حل صرف عسکری کارروائیوں سے نہیں ہوسکتا۔ وفاقی حکومت کو بلوچ قوم پرست گروہوں کے ساتھ مذاکرات کرنے کی ضرورت ہے تاکہ سیاسی حل نکالا جا سکے۔ اقتصادی اور سماجی ترقی: بلوچستان کی ترقی کے لیے وہاں کے وسائل کو مقامی لوگوں کی فلاح و بہبود میں استعمال کرنا ہوگا۔ سی پیک جیسے منصوبوں میں مقامی لوگوں کو زیادہ حصہ دینا چاہیے، تاکہ وہ اس ترقی کا فائدہ اٹھا سکیں۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی بہتری: سیکیورٹی اداروں کو دہشت گردی کے خطرات سے نمٹنے کے لیے مزید مضبوط کیا جانا چاہیے، اور ان کی تربیت کو بہتر بنایا جانا ضروری ہے تاکہ وہ دہشت گردوں کا مقابلہ کر سکیں۔ بلوچستان میں بس کے مسافروں کے قتل کے واقعات ایک سنگین مسئلہ ہیں، جو نہ صرف انسانی زندگی کے ضیاع کو ظاہر کرتے ہیں بلکہ امن و امان کی صورتحال کی خرابی کو بھی عیاں کرتے ہیں۔ ایسے واقعات عام طور پر دہشت گردی، فرقہ واریت، یا قوم پرستی کے پس منظر میں ہوتے ہیں۔ ان میں دہشت گردی کے واقعات شامل ہوتے ہیں، جہاں دہشت گرد تنظیمیں بسوں کو نشانہ بناتی ہیں تاکہ خوف و ہراس پھیلایا جاسکے اور مقامی لوگوں یا حکومت کو چیلنج کیا جا سکے۔ بعض اوقات فرقہ وارانہ یا نسلی اختلافات کی بنا پر بھی بس کے مسافروں کو نشانہ بنایا جاتا ہے، جہاں حملہ آور مخصوص فرقے یا قوم کو ہدف بناتے ہیں۔ بلوچ عسکریت پسند گروہ بعض اوقات سیکیورٹی فورسز یا حکومت کے اہداف کو نشانہ بنانے کے لیے عام شہریوں، بشمول بس کے مسافروں، کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں۔: بلوچستان میں امن و امان کی عمومی خرابی کی وجہ سے دہشت گرد اور عسکریت پسند گروہ زیادہ آزادانہ حرکت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے عام شہری بھی متاثر ہوتے ہیں۔ صوبے میں جاری سیاسی اور سماجی مسائل، بشمول بلوچ قوم پرستی کی تحریک، دہشت گردی اور فرقہ وارانہ تشویش کی صورت میں بڑھتے ہیں۔ اقتصادی پسماندگی اور عدم ترقی کی وجہ سے لوگوں میں احساسِ محرومی بڑھتا ہے، جس کی وجہ سے بعض گروہ انتقامی کارروائیاں کرتے ہیں۔ سیکیورٹی فورسز دہشت گردوں اور عسکریت پسندوں کے خلاف کارروائیاں کرتی ہیں، لیکن ان حملوں کو روکنے میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ سیکیورٹی کے بنیادی ڈھانچے، جیسے کہ چیک پوسٹیں اور ایمرجنسی سروسز، کی کمی بھی ان حملوں کو روکنے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ دہشت گردی اور تشویش کی روک تھام کے لیے سیکیورٹی فورسز کی استعداد بڑھانا ضروری ہے، اور سیکیورٹی چیک پوسٹوں اور بارڈر نگرانی کو بہتر بنانا ہوگا۔ قوم پرست اور عسکریت پسند گروہوں کے ساتھ پرامن مذاکرات کی کوششیں جاری رکھنا اور سیاسی مسائل کا حل تلاش کرنا ضروری ہے۔ بلوچستان کی اقتصادی صورتحال کو بہتر بنانے اور ترقیاتی منصوبوں کو مقامی لوگوں کے فائدے کے لیے مناسب طریقے سے نافذ کرنا اہم ہے۔ حملوں میں زخمی ہونے والے یا متاثر ہونے والے افراد کو فوری طبی امداد اور مدد فراہم کرنا ضروری ہے۔ متاثرہ خاندانوں کو مالی، نفسیاتی، اور سماجی مدد فراہم کرنے کے لیے اقدامات کرنا چاہیے تاکہ ان کی بحالی میں مدد مل سکے۔ بلوچستان میں بس کے مسافروں کے قتل کے واقعات کی روک تھام کے لیے تمام متعلقہ اداروں، مقامی کمیونٹی، اور حکومت کو مشترکہ طور پر کام کرنا ہوگا تاکہ امن و امان کی بحالی اور شہریوں کی حفاظت کو یقینی بنایا جا سکے۔

مجوزہ پنجاب لیبر کوڈ پر مزدوروں کے تحفظات

روشن لعل

ہمارے ہاں، جہاں لوگ بلاتعامل محنت کی عظمت کا دم بھرتے ہیں وہاں ایک المیہ یہ بھی ہے کہ محنت کشوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے ان کے مسائل کو اجاگر کرنے والے خال خال نظر آتے ہیں۔ یہاں محنت کشوں کے مسائل، جذبات اور تحفظات کو کس قدر کم اہم سمجھا جاتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پنجاب حکومت نے مزدوروں سے متعلقہ گزشتہ تمام قوانین کے متبادل کے طور پر پنجاب لیبر کوڈ 2024 کے نام سے ایک مسودہ تیار کیا جس پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے تمام مزدور تنظیمیں مسترد کر چکی ہیں لیکن میڈیا میں کہیں بھی اس بات کا ذکر سننے اور دیکھنے کو نہیں ملا۔ وطن عزیز میں مزدوروں کے معاملات سے لاتعلقی کے مظاہر جس طرح اب دیکھنے میں آ رہے ماضی میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ عالمی اور مقامی سطح پر مزدوروں کے لیے ہمیشہ اس وقت قانون سازی کی گئی جب مزدور تنظیموں نے کسی تحریک کے دوران اس کا مطالبہ کیا۔ ماضی میں مزدورں کے لیے کی گئی قانون سازی کے دوران چاہے ان کی تمام خواہشات کو ملحوظ خاطر نہ رکھا گیا ہو لیکن شاید ہی ایسی کوئی مثال ہو کہ ان کا اعتماد حاصل کرنے کی کوششیں کیے بغیر ان پر کوئی قانون مسلط کر دیا گیا ہو۔ دنیا میں محنت کشوں کے لیے الگ قوانین بنانے کا جواز اس وقت پیدا ہوا جب انہوں نے اپنے لیے بہتر حالات کار کا مطالبہ کرنا شروع کیا۔ مزدوروں کے مطالبات کی وجہ دراصل ان کے آجرین کی طرف سے زیادہ منافع حاصل کرنے کی کوشش میں پیداواری لاگت کم کرنے کے لیے مزدوروں کی اجرت میں کمی کرنا تھا۔ پیداواری عمل سے وابستہ آجر اور اجیر کے بالعکس مفادات کی وجہ سے ایسے قوانین کی تشکیل کا آغاز ہوا جو ان کے باہمی تعلق میں توازن پیدا کر سکیں اور تنازعات نمٹا سکیں۔ اس سلسلے میں پہلی قانون سازی برطانیہ میں 1802 میں فیکٹری ایکٹ کے نام سے کی گئی۔ برطانوی پارلیمنٹ میں بنائے گئے اس قانون کی کل 12 شقیں تھیں جن میں فیکٹری مالکان کو فیکٹری میں کام کرنے والے بچوں، عورتوں اور مردوں کے حالات کار کو ایک معیار کے مطابق رکھنے کے لیے کہا گیا تھا اور ایسا نہ کرنے والے مالکان کے لیے جرمانے کی سزا بھی رکھی گئی تھی۔ جرمانہ عائد ہونے کی شقوں کے باوجود اس دور کے فیکٹری مالکان نے اس قانون کے مطابق عمل نہیں کیا کیوں کہ اس قانون پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لیے کسی ادارے یا فرد کا تعین نہیں کیا گیا تھا۔ فیکٹری مالکان نے جب اس قانون کو یکسر نظرانداز کیا تو اس کے بعد اسے ایک ناکام قانون تصور کیا گیا۔

گو کہ مزدوروں کے لیے بنایا گیا پہلا قانون ہی ناکام ہو گیا لیکن یہ قانون اس سلسلے میں حرف آخر ثابت نہیں ہوا بلکہ اس کے بعد مزدوروں کے مطالبات کے زیر اثر ان کے حقوق کے نام پر قانون سازی کا ایسا سلسلہ جاری ہوا جو ہنوز جاری ہے۔ برطانیہ میں آجر اور اجیر کے تعلقات کے حوالے سے 1832 کے ماسٹر اینڈ سرونٹ ایکٹ جیسے مزدور دشمن قوانین بھی بنتے رہے جن کے مطابق مزدوروں کو اکٹھا کرنے اور انہیں یونین

سازی کی ترغیب دینے والے مزدور رہنماں کو قید اور جرمانے کا مستحق ٹھہرایا گیا۔ اس کے علاوہ مساوی اجرت (Equal pay) ایکٹ جیسے قوانین بھی سامنے آتے ہے جنہیں مزدوروں کے حقوق کے عین مطابق سمجھا جاتا ہے۔ برطانیہ میں مزدوروں کے لیے ہونے والی قانوں سازی کا اثر دوسرے ممالک پر بھی پڑا۔ برطانیہ کے بعد جرمنی دوسرا ملک تھا جہاں 1878 میں مزدوروں کے لیے قانون سازی کا آغاز ہوا۔فرانس میں اس سلسلے کی پہلی قانون سازی والڈ روسولا کے نام سے 1884 میں ہوئی۔امریکہ میں مئی 1886 کے شکاگو کے واقعات کے بعد مزدوروں کے حالات تبدیل ہونا شروع ہوئے جس کے بعد 1912 میں پہلی مرتبہ مزدوروں کے لیے دن میں آٹھ گھنٹے کے کام کے اوقات کو تسلیم کیا گیا۔ان بڑے ممالک کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی مزدوروں کے لیے قانون سازی کا عمل جاری رہا۔ قیام پاکستان کے بعد یہاں بمبئی میں رائج لیبر قوانین کے ماڈل کو اپنایا گیا۔اس کے بعد پاکستان میں مختلف حکمرانوں کے ادوار میں ان کی تیار کردہ لیبر پالیسیوں کا نفاذ ہوتا رہا۔ یہاں سب سے پہلی لیبر پالیسی 1955 میں نافذ ہوئی جس کے بعد 1972,1969,1959 اور 2002 کے بعد پورے ملک کے لیے چھٹی اور آخری لیبر پالیسی مئی 2008 میں نافذ کی گئی۔ مندرجہ بالا باتوں کے بیان

سے یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ 1802 میں مزدوروں کے لیے برطانیہ سے شروع ہونے والا قانون سازی کا

عمل کبھی ٹھہرا کا شکار نہیں ہوا بلکہ ہر نئے آنے والے دور کے مطابق اس کا ارتقائی سفر ہنوز جاری ہے۔ اپنے ارتقائی سفر میں مزدوروں کے لیے بنائے گئے قوانین اب کئی شعبوں پر محیط ہیں۔ ان میں مستقل اور عارضی یا کنٹریکٹ ملازمین کے لیے علیحدہ علیحدہ قوانیں موجود ہیں اس کے علاوہ کم سے کم اجرت، کام کے اوقات کی حد، اوور ٹائم، اوور ٹائم کے اوقات کی حد، ہیلتھ اینڈ سیفٹی، انشورنس، اولڈ ایج بینیفٹ، غیر امتیازی رویہ، ملازمت سے برخواستگی، یونین سازی کا حق اور ہڑتال کا حق وغیرہ کے لیے بھی علیحدہ قوانین موجود ہیں جن میں مزدوروں کے مطالبات اور وقت کی ضرورتوں کے مطابق تبدیلیاں اور ترامیم ہوتی رہتی ہیں۔

پاکستان میں اٹھارویں ترمیم کی منظوری کے بعد وفاقی سطح پر پورے ملک کے لیے یکساں لیبر پالیسی جاری ہونے کی بجائے ہر صوبے کو اپنے مزدوروں کے لیے الگ سے قانون بنانے کا اختیار مل گیا۔صوبوں کو اپنے مزدوروں کے لیے قانون سازی کا اختیار منتقل ہونے کے بعد توقع یہ کی گئی تھی کہ صوبے ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہوئے مزدوروں کے لیے بہتر سے بہتر قوانین بنانے کی کوشش کریں گے لیکن اس توقع کے برعکس صوبوں نے جو قانون سازی کی اس میں مزدوروں کی فلاح و بہبود کے عنصر کو سرے سے ہی نظر انداز کر دیا۔ حالیہ مجوزہ پنجاب لیبر کوڈ 2024 کے متعلق بھی تمام مزدور تنظیموں نے یہ مشترکہ موقف ظاہر کیا ہے کہ اس کی تیاری کے دوران مزدور نمائندوں کی رائے کو شامل نہ کرنے اور انہیں اعتماد میں نہ لینے کا واحد مقصد یہی ہے کہ حکومت مزدوروں کے جائز دیرینہ مطالبات کو نظر انداز کر کے ایک ایسا قانون منظور کرنا چاہتی ہے جو آئی ایم ایف کی خواہشات کے مطابق ہو اور آجروں کے مفادات کا تحفظ کر سکے۔ مزدور تنظیموں کے نمائندوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ ان کا دیرینہ مطالبہ تو صنعتوں سے ٹھیکیداری نظام کا خاتمہ کر کے ہر مزدور کو یونین سازی اور ای او بی آئی اور سوشل سکیورٹی کا حق دلوانا تھا لیکن اس مطالبے کو نظر انداز کر کے ایک ایسا قانون بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے جس کے تحت انہیں پہلے سے حاصل حقوق کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔اسی بنا پر مزدور تنظیموں نے پنجاب لیبر کوڈ 2024 مسترد کر دیا ہے لیکن ان کے اس عمل کی بازگشت میڈیا میں کہیں سنائی نہیں دے رہی۔

ممتاز شاعرہ، مصنفہ، کالم نگار پروفیسر فہمیدہ کوثر کا انٹرویو

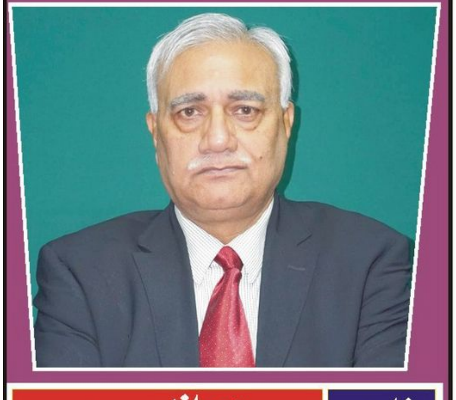

انٹرویو غلام مصطفیٰ چوہدری

پروفیسر فہمیدہ کوثر ایک ممتاز ماہر تعلیم، شاعرہ، مصنفہ، صحافی، کالم، ناول اور افسانہ نگار ہیں۔ انہوں نے صادق آباد، پتوکی اور لاہور کے کئی تعلیمی اداروں میں اپنے تدریسی فرائض انجام دیئے ہیں اور اس وقت وہ بطور پروفیسر گورنمنٹ ویمن کالج باغبانپورہ لاہور میں تعینات ہیں۔ ان کی شاعری، افسانوں اور ناولوں پر مشتمل اب تک 17 کتابیں شائع ہو چکی ہیں جبکہ وہ کئی قومی اخبارات میں عرصہ دراز سے کالم نگاری بھی کر رہی ہیں۔ ماہنامہ ہیومن رائٹس واچ کے ساتھ ان کی خصوصی بات چیت ہوئی جس کی تفصیل قارئین کی دلچسپی کیلئے پیش کی جا رہی ہے۔

سوال: آپ اپنی ذاتی زندگی اور فیملی کے بارے میں بتائیں اپ کہاں پیدا ہوئی اور کن کن تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کی؟

میں بہاولپور میں پیدا ہوئی اور اپنی تعلیم بہاولپور میں ہی مکمل کی۔ ہمارا اسکول گھر کے پاس ہی تھا وہاں سے میں نے میٹرک کیا اس کے بعد گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج بہاولپور سے گریجویشن کی پھر میں نے بہاولپور یونیورسٹی سے ہسٹری میں ایم اے کیا اردو لٹریچر میرا پسندیدہ سبجیکٹ تھا۔

سوال: آپ نے محکمہ تعلیم کو کب جوائن کیا اور آپ کی پہلی تعیناتی کہاں اور کس پوسٹ پر ہوئی؟

ایم اے کرنے کے فوری بعد مجھ کو جاب مل گئی۔ میری پہلی تعیناتی صادق آباد کے ایک کالج میں بطور لیکچرار ہوئی صادق آباد، بہاولپور سے ساڑھے تین گھنٹے کی مسافت پر تھا اور بھی میری کچھ کولیگز بہاولپور سے ہی تھیں وہاں ہم نے ہوسٹل میں رہائش رکھی وہ زندگی اس لیے اچھی تھی کہ گھر سے دور کچھ سیکھنے کا ہمیں موقع ملا، وہ بڑا اچھا دور ہوا کرتا تھا آپس میں بہت محبت اور ایک دوسرے کا احساس تھا وہاں میں نے چھ سال گزارے پھر میری شادی ہو گئی اور میری پوسٹنگ پتوکی میں ہو گئی اس کے بعد لاہور کے مختلف کالجز میں پڑھاتی رہی اس وقت میں بطور پروفیسر گورنمنٹ کالج باغبانپورہ لاہور میں تعینات ہوں۔

سوال: آپ کے نزدیک پاکستان میں شرح خواندگی میں مناسب اضافہ نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں اور شرح خواندگی میں اضافے کے لیے کن کن اقدامات کی ضرورت ہے؟

پاکستان میں شرح خواندگی میں کمی کی بہت ساری وجوہات ہیں ایک تو حکومت کی کبھی بھی شرح خواندگی کو بڑھانا اور تعلیم کو فروغ دینا ترجیح نہیں رہی۔ جب پاکستان بنا تو قائد اعظم نے پاکستان کو ایک فلاحی اور خوشحال ریاست بنانے کا تہیہ کیا ہوا تھا مگر ان کی زندگی نے ان کو مہلت نہ دی۔ اس کے بعد آنے والی حکومتوں نے تعلیم کے فروغ کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی اور تعلیم کے لیے کوئی ٹھوس منصوبہ بندی نہ کی جا سکی جس کی وجہ سے شرح خواندگی میں مناسب اضافہ نہ ہو سکا خواتین کی تعلیم پر کافی عرصہ تو والدین کی توجہ بھی نہ رہی اب کہیں جا کر والدین میں یہ رجحان آیا ہے کہ خواتین کو بھی تعلیم

دلانی چاہیے۔ ہم جب کسی بھی نظام یا سسٹم کو لے کے آگے چلتے ہیں تو ہم کو یہ سمجھنا چاہیے کہ ایجوکیشن بھی ملکی ترقی کے لیے بے حد ضروری ہے یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حکومتی توجہ اور سرپرستی کے بغیر شرح خواندگی میں اضافے کا خواب پورا نہیں ہو سکتا یہاں یہ بھی ایک افسوسناک پہلو ہے کہ کچھ لوگ غربت اور وسائل نہ ہونے کی وجہ سے خواہشمند ہونے کے باوجود اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلا پا رہے اس لیے حکومت کو تعلیم عام کرنے کے ساتھ ساتھ ایسے انتظامات بھی کرنے چاہیں کہ کوئی بچہ وسائل نہ ہونے کی وجہ سے تعلیم سے محروم نہ رہ سکے ایجوکیشن کی اہمیت سے کسی صورت انکار نہیں کیا جا سکتا شرح خواندگی میں زیادہ سے زیادہ اضافے سے ہی قومی و معاشرتی ترقی ممکن ہے لہٰذا شرح خواندگی میں اضافے کو حکومتی اولین ترجیح ہونا چاہیے۔

سوال: پاکستان میں خواتین کی شرح خواندگی مردوں کے مقابلے میں کم ہونے کی وجہ کیا ہے۔ نیز خواتین کی شرح خواندگی میں اضافہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟

میں نے جن جن کالجز میں پڑھایا وہاں اکثر بچیوں کا مائنڈ سیٹ یہ ہوتا تھا کہ ہمارے والدین زیادہ پڑھانے میں رضامند نہیں کیوں کہ ان کے والدین خود بھی پڑھے لکھے نہیں تھے ان کو تعلیم کی افادیت کا پتہ نہیں تھا ان کے مائنڈ میں یہ ہوتا تھا کہ لڑکیوں کو زیادہ پڑھانے کا کیا فائدہ ان کی تو شادی ہو جانی ہے اور ان سے ہم نے کون سی ملازمت کرانی ہے لہٰذا ان پر پیسہ ویسٹ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ان میں یہ تصور نہیں تھا کہ یہ بچیاں پڑھ جائیں گی تو معاملات کو بہتر انداز میں انڈرسٹینڈ کرنے لگے گی اور اپنی زندگی کو بڑے اچھے طریقے سے چلا سکیں گی ایسا ہی آج بھی مائنڈ سیٹ موجود ہے۔ جبکہ والدین کا یہ بھی خیال ہے گھر سے باہر کا ماحول بھی ٹھیک نہیں ان کے لیے مسائل پیدا ہوں گے خواتین میں شرح خواندگی میں اضافے کے لیے اس قسم کی سوچ کو بدلنا ہو گا خاص طور پر والد کو وسیع النظر ہونا چاہیے وہ لازمی یہ سوچے کہ میری جو بچیاں ہیں وہ آگے بڑھیں اور زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کریں اور اپنا نام بنائیں ترقی کریں اور اپنی شخصیت کو نکھاریں اس سے بڑا مقصد ایجوکیشن کا یہ بھی ہوتا ہے کہ بچیاں جو ہیں جب ادارے سے پڑھ کے نکلیں تو ان کو معاشرے اور سوسائٹی کے بارے مکمل آگاہی حاصل ہو۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ حکومتی سطح پر لڑکیوں کی تعلیم کی جانب خاص توجہ دی جانی چاہیے انکو تعلیم حاصل کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ سہولیات اور مناسب ماحول مہیا کیا جانا چاہیے۔ علاوہ ازیں تعلیم حاصل کرنے کے بارے ملکی سطح پر مسلسل آگاہی مہم چلانی چاہیے اور لڑکیوں کو بھی ترقی کے مساوی مواقع ملنے چاہیے ان اقدامات سے ہی خواتین کی شرح خواندگی میں مناسب اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

سوال: دیہی اور شہری علاقوں کے تعلیمی معیار میں فرق کو آپ کیسے دیکھتی ہیں؟

دیہی اور شہری علاقوں کے تعلیمی معیار کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا دیہی علاقے آج بھی پسماندہ ہیں شہروں میں تو پھر بھی ایجوکیشن سسٹم آگے بڑھ رہا ہے اتنا تو نہیں

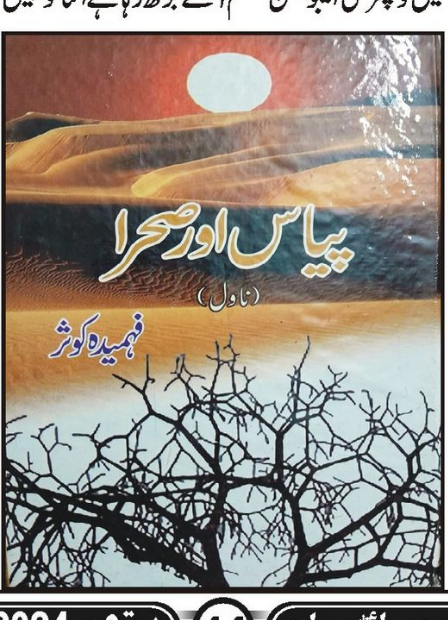

کہ وہ تعلیم کا معیار بہت اونچا کر دیا ہوں مگر دیہاتی علاقوں کی نسبت بہت بہتر ہے دیہاتوں میں تو تعلیم کا معیار بالکل گیا گزرا ہے سکولوں کی حالت بہت خراب ہے اساتذہ سکولوں میں کم آتے ہیں آتے بھی ہیں تو پڑھانے کی طرف خاص توجہ نہیں۔ تعلیمی سہولیات کا فقدان ہے۔ دیہاتوں میں لڑکیوں کی تعلیم کا رجحان شہروں کی نسبت کم ہے۔ والدین بھی لڑکیوں کو پڑھانے پر کم ہی رضامند ہوتے ہیں۔ لڑکیوں کے لیے تعلیم کی سہولیات نہیں سکول گھروں سے زیادہ فاصلوں پر ہیں سکولوں میں تعلیم بھی مناسب اور معیاری نہیں ہوتی اساتذہ کی تعداد اور حاضری کم ہے چیک اینڈ بیلنس کا نظام بھی مناسب طور پر موجود نہیں انھیں وجوہات کی بنا پر دیہاتوں اور شہروں کے تعلیمی معیار میں کوئی موازنہ نہیں حکومت کو دیہاتوں میں معیار تعلیم کو بہتر کرنے اور لوگوں کو تعلیم حاصل کرنے کی طرف متوجہ کرنے کے لیے خاص منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔

سوال: آپ کی نظر میں موجودہ تعلیمی نظام میں بڑی خامیاں کون کون سی ہیں اور تعلیمی معیار کو بہتر اور جدید تقاضوں کے مطابق بنانے کے لیے کن اصلاحات کی ضرورت ہے؟

آپ نے پوچھا کہ موجودہ نظام تعلیم میں خامیاں کیا ہیں میں نے اس بارے کافی متعلقہ لوگوں کے انٹرویوز کیے ہیں اور ان کے اور میرے مطابق تعلیم کا معاملہ انتہائی اہم ہے حکومت کو معیار تعلیم بڑھانے اور

تعلیم کے فروغ کے لیے اس کو اپنی اولین ترجیح میں شامل کرنا چاہیے کیونکہ معیاری اور گھر گھر تعلیم سے ہی قومی ،معاشی اور معاشرتی ترقی ممکن ہوسکتی ہے تعلیمی معیار کو بہتر اور جدید تقاضوں کے مطابق بنانے کے لیے موثر تعلیمی پالیسیوں کی ضرورت ہے۔سکولوں ،کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھی تعلیمی اصلاحات ہونی چاہیے اور تمام خامیوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے تاکہ تعلیمی معیار کو جدید تقاضوں کے مطابق بنایا جاسکے۔

سوال: آپ سرکاری اور نجی اسکولوں کے درمیان تعلیمی معیار میں کیا فرق دیکھتی ہیں، کیا موجودہ نصاب جدید تعلیمی تقاضوں سے ہم آہنگ ہے؟ اگر نہیں، تو کس طرح اور کیسے اس میں بہتری لائی جاسکتی ہے؟

سرکاری اور پرائیویٹ سکولوں میں معیار تعلیم اور ماحول مختلف ہے پرائیویٹ سکولوں میں کام کرنے کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں وہاں کا ماحول بہت اچھا ہوتا ہے وہاں پر محنت کرنا سکھایا جاتا ہے ان کے ٹیچرز بھی بہت محنت کرتے ہیں مگر سرکاری سکولوں میں ایسا نہیں ہوتا ہے سرکاری سکولوں میں اساتذہ اتنی محنت نہیں کرتے جتنی پرائیویٹ سکولوں میں ہوتی ہے اسی طرح سرکاری سکولوں کے اکثر طالب علم بھی زیادہ محنت نہیں کرتے سرکاری اور پرائیویٹ سکولوں کے سلیبس میں بھی نمایاں فرق ہوتا ہے پرائیویٹ سکولوں کا سلیبس جدید تقاضوں کے مطابق ہوتا ہے اور تعلیم کا جدید طریقہ کار اپنایا جاتا ہے جبکہ سرکاری سکولوں کا تعلیمی نصاب عرصہ دراز سے وہی چلا آ رہا ہے اور رٹہ سسٹم چلتا ہے جس وجہ سے سرکاری سکولوں کے بچے بھی اتنے چوکس نہیں ہوتے جس طرح کے پرائیویٹ سکولوں میں بچے چوکس اور ہر کام میں آگے ہوتے ہیں ان کو ٹرینڈ کیا جاتا ہے ان کی ٹریننگ ایسی کی جاتی ہے کہ وہ ہر کام میں آگے بڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور یہ سارا انحصار ٹیچرز پر ہوتا ہے وہاں جو ٹیچرز ہیں وہ بھی بہت کام سکھانے اور بتانے والے ہوتے ہیں انہوں نے اپنا ٹارگٹ جو ہے وہ پورا کرنا ہوتا ہے سرکاری سکولوں میں تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لیے اصلاح کی ضرورت ہے اور نصاب کو بھی جدید تقاضوں کے مطابق بنانے کے علاوہ بچوں کو تعلیم دینے لیے جدید طریقوں کو اپنایا جانا چاہیے رٹا سسٹم جو ہے وہ ذہانت کا معیار نہیں ہوتا پرائیویٹ اداروں میں پریکٹیکلی جو چیزیں سمجھائی اور سکائی جاتی ہے وہ زیادہ بہتر ہوتی ہیں ہم کو سرکاری سکولوں کے معیار کو اتنا بہتر بنانا چاہیے کہ ہمارے بچے پرائیویٹ اداروں کی بجائے سرکاری سکولوں کو زیادہ ترجیح دیں تاکہ سرکاری سکولوں سے زیادہ سے زیادہ لائق اور ذہین بچے سامنے آسکیں۔

سوال: دنیا بھر میں 8 ستمبر کو خواندگی کا عالمی دن منایا جاتا ہے اس کے بارے میں کیا کہنا چاہیں گی؟

8 ستمبر کو شرح خواندگی کا عالمی دن منایا جاتا ہے تو میں یہ کہوں گی کہ دوسرے شعبوں کی طرح تعلیم کے شعبہ کو بھی ترقی کرنی چاہیے اور بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کے مکمل مواقع میسر ہونے چاہئیں ایسے اقدامات کرنے کی ضرورت ہے جس سے شرح خواندگی میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ممکن ہوسکے حکومت کو تعلیم عام کرنے کے

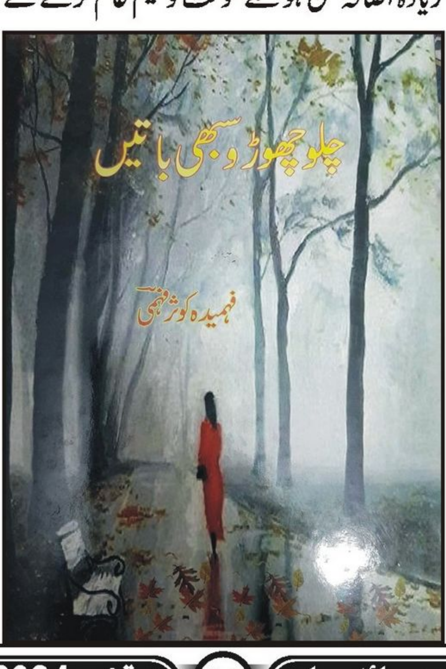

ساتھ ساتھ معیاری تعلیم بھی مہیا کرنے کی ٹھوس منصوبہ بندی کرنی چاہیے تاکہ شرح خواندگی میں اضافہ ہوسکے قومی اور معاشرتی ترقی کے لیے تعلیم کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں پڑھا لکھا معاشرہ ہی صحت مند معاشرہ کہلاتا ہے لہٰذا اس موقع پر میرا یہ بھی کہنا ہے کہ والدین بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے اپنے بچوں کو ہر حال میں تعلیم دلائیں۔

سوال: آپ شعبہ تدریس سے وابستہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مصنف، صحافی، کالم، ناول اور افسانہ نگار بھی ہیں آپ کی ادبی دنیا میں آمد کب اور کیسے ہوئی؟

مجھے شعروشاعری کا کالج کے زمانے سے ہی شوق تھا جب میں نے ملازمت کا آغاز کیا تو کچھ دیر بعد شاعری شروع کی اور میری کچھ غزلیں ایک میگزین میں شائع بھی ہویں میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا تھا پھر میں نے وہ خیال چھوڑ دیا تھا میرا ابھی ذہن میں بھی نہیں تھا کہ میں شاعری یا افسانہ نگاری کی طرف آؤں گی پھر میری ٹرانسفر لاہور ہوئی تو دوبارہ لکھنے کی طرف متوجہ ہوئی۔

سوال: آپ کا صحافت اور کالم نگاری کے ساتھ ساتھ افسانہ اور ناول لکھنے کی طرف رجحان کیسے ہوا؟

جب میں لاہور ٹرانسفر ہوئی تو افسانہ لکھنے کا خیال پیدا ہوا اور میں نے افسانہ لکھا "زن زر زمین "جس کو بہت زیادہ پذیرائی ملی تب میرے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھے لکھنا چاہیے تو پھر اس افسانے کے بعد میں نے باقاعدہ طور پر لکھنا شروع کیا تو جب میں تحریر کرتی تھی تو مختصر ہوتی تھی طوالت سے نہیں ہوتی چار پانچ صفحات پر

مشتمل ایک افسانہ ہوتا تھا اور وہ خود بخود علامتی افسانہ بن جاتا تھا مجھے نہیں پتہ تھا کہ میرے اندر کیا ہے کیا معاشرتی رویے تھے یا کوئی شکست و ریخت تھی جو میں بتانا چا رہی تھی مگر بتا نہیں پا رہی تھی وہ علامت کی شکل لے لیتے بعد میں میں نے اپنے سارے افسانوں کو جمع کرنا شروع کر دیا اور جب 40 کے قریب افسانے ہو گئے تو پھر میں نے ان افسانوں کو ایک کتابی شکل دینے کے لیے سوچا میں نے اس وقت کے چیئرمین اکیڈمی آف لیٹرز کے پاس اپنی کتاب بھجوائی۔ میں سوچ میں تھی کی کہ پتہ نہیں وہ میری شاعری اور افسانہ نگاری پر کیا رائے دیتے ہیں اگر جب ان کی رائے آئی تو وہ بہت ہی پازیٹو تھی۔ تو انھوں نے کہا کہ آپکے افسانوں میں نامور افسانہ نگاروں کی جھلک نظر آتی ہے۔ انھوں نے کہا آپ نئی لکھنے والی ہیں اور نئے انداز کو اپنایا ہے۔ انہی الفاظ سے مجھے بیک اپ ملنا تھا میں نے آگے جانا تھا یا میں نے چھوڑنا تھا بہرحال جب وہ میری بک سامنے ائی تو اس کو بہت زیادہ پسند کیا گیا اور اسکا نام تھا "پتھر کا آدمی"۔ ڈاکٹر اجمل نیازی سے ہمارے خاندانی مراسم تھے انھوں نے بھی میری ادبی دنیا میں آنے کے بعد بڑی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کی پھر اس کے بعد میری کئی کتابیں شائع ہوئیں۔

سوال: آپ نے ناول اور افسانہ نگاری کے علاوہ اپنی شاعری کا بھی ذکر کیا ہے آپ اپنی شاعری کے بارے بھی کچھ بتائیں؟

میرا شاعری کا سفر شروع ہوا تو 2012 میں میری شاعری کی کتاب آئی تو اعجاز فیروز اعجاز نے اس کو پڑھا اس کو شائع کیا جب میں نے اپنی کتاب انکو دی تو انھوں نے مجھے کہا کہ آپ میں صلاحیت ہے آپ شاعری بڑی اچھی کر سکتی ہیں آپ اس کو جاری رکھیں میں آپ کی شاعری کو پبلش کروں گا ان کی اس بات نے مجھے حوصلہ دیا تو پھر میری شاعری کی اور بھی کتابیں آئیں جن میں "گئی رتوں کا حساب رکھنا" "رت بدل رہی ہے" "چلو چھوڑو سبھی باتیں" اور "ریزہ ریزہ" شامل تھیں یہ میری کتابوں کو کالجز لیول اور ہر جگہ بہت زیادہ پسند کیا گیا اور بطور شاعرہ بھی پزیرائی ملی۔

سوال: آپ نے کالم نگاری کب شروع کی اور کن کن اخبارات میں کالم نگاری کر چکی ہیں؟

کالم نگاری کا سلسلہ تو میں نے 2006 میں شروع کیا فرحت عباس شاہ کا میگزین ہوا کرتا تھا تو اس سے لکھنا شروع کیا اور دو سال تک اس میگزین میں لکھا فرحت عباس شاہ کا بہت پازیٹو رسپانس تھا اور ظاہر ہے کہ جب آپ کو پوزیٹو رسپانس ملے تو آپ کو بڑا حوصلہ ملتا ہے پھر میں روزنامہ اوصاف میں آ گئی پھر روزنامہ وقت میں لکھا، روزنامہ جنگ میں بھی کچھ عرصہ لکھا پھر اس کے بعد میں نوائے وقت میں آئی تو اس وقت سے اب تک میں نوائے وقت میں ہی لکھ رہی ہوں۔

سوال: ایک ادیب اور مصنف کو لکھتے ہوئے کن کن باتوں کو مدنظر رکھنا چاہیے؟

میں لکھنے کے بعد اپنی تحریروں کو اچھی طرح دیکھ کے ہی پبلک میں لاتی ہوں البتہ لکھتے وقت اس بات کا خیال بھی رکھا جاتا ہے کہ ہماری تحریر سے معاشرے میں انتشار نہ پھیلے اور اسلامی اقدار کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے اور کوشش یہ ہی ہوتی ہے کہ ہماری تحریریں معاشرے میں مفید ثابت ہوں۔

سوال: اُردو ناول اور افسانہ نگاروں میں کن کے افسانوں اور ناول نے آپ کو متاثر کیا اور آپ کے پسندیدہ ناول اور افسانہ نگار کون ہیں؟

موجودہ دور میں تو افسانہ نگاری کا اتنا ٹرینڈ نہیں رہا ہم پیچھے جائیں تو مجھے انور سجاد کو پڑھنا اچھا لگتا تھا انتظار حسین، خالدہ حسین، کو بھی پڑھا ان کی تحریروں نے بھی متاثر کیا۔ اشفاق احمد اور بانو قدسیہ کو بھی پڑھا وہ بھی اچھا لگے بانو قدسیہ بہت اچھا لکھتی تھیں راجہ گدھ بہت خوبصورت لکھا گیا جس کو ہر بار پڑھنے سے نئی باتیں سامنے آتیں اور اس کو بار بار پڑھنے کو دل کرتا ہے

سعادت حسن منٹو اور عصمت چغتائی کو بھی پڑھا اور ان کا لکھا پسند بھی آیا، اس کے علاوہ مستنصر حسین تارڑ کو بھی پڑھا مگر میں ان کی تحریروں سے اتنا متاثر نہیں ہوئی۔

سوال: آپ ناول، افسانہ اور کالم نگار کے علاوہ ایک شاعرہ بھی ہیں اس لیے آپ سے پوچھنا چاہیں گے کہ آپ کے پسندیدہ شاعر کون کون سے ہیں؟

شاعری میں بڑے بڑے نام ہیں جن میں فیض احمد فیض، احمد فراز، عبدالحمید عدم،، پروین شاکر اور فرحت عباس شاہ کی شاعری کو پڑھا اور ان کی شاعری بہت اچھی لگی مگر ساغر صدیقی کی شاعری نے مجھے خاص طور پر متاثر کیا اور ساغر صدیقی کا یہ شعر خاص طور پر بہت پسند ہے۔

او اک سجدہ کریں عالم مدہوشی میں
کون کہتا ہے کہ ساغر کو خدا یاد نہیں

سوال: آپ کے ناولوں، افسانوں اور شاعری کے کتنے مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

میری 17 کتابیں اب تک شائع ہو چکی ہیں جن میں ناول، افسانے، کالمز اور شعر و شاعری پر مشتمل کتابیں شامل ہیں۔

سوال: آپ کی نظر میں ایک اچھے افسانے اور ناول کی تعریف کیا ہے؟

میری رائے یہ ہے کہ افسانہ، تحریر یا ادب وہی ہوتا ہے جو آپ کو مثبتیت (Positivity) کی طرف لے کر آتا ہے جو آپ کو مثبتیت کی طرف نہیں لے کر آتا وہ ادب نہیں ہوتا۔ یہ دیکھیں جس طرح سمندر کی لہریں ہوتی ہیں نا وہ آگے بڑھتی ہیں تو اسی طرح ادب سمندر کی لہروں کی طرح ہوتا ہے جو آپ کے دماغ اور وجود سے ٹکراتا

ہے اور آپ کے اندر ایک نیا معاشرہ بناتا ہے اس میں رہنے کے آداب اور سلیقے بھی سکھاتا ہے جس میں منفی پن ہو گا وہ ادب نہیں ہو گا۔

سوال: آپ کے افسانوں کا عام طور پر موضوع کیا ہوتا ہے؟

میرا افسانوں میں جو موضوع ہوتا ہے وہ علامتی اسلوب ہے اس میں انسان کے اندر کے شکست و ریخت ہے اور انسان زندگی کو مختلف پہلوؤں سے دیکھتا ہے تو میں نے زندگی کو زندگی کے دانے پر کھڑے ہو کے نہیں دیکھا بلکہ زندگی کے میدان کارزار میں اتر کر حصہ لیا ہے لہٰذا میری تحریروں اور رویوں میں زندگی کا یہ رنگ بہت زیادہ پایا جاتا ہے اور جب آپ اگر اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ کرتے ہوئے مسلسل جدوجہد کرتے ہو تو آخر کار کامیاب ہو جاتے ہو میرے افسانے جو ہیں وہ ایک تو اللہ تعالیٰ سے قربت کا ایک ذریعہ ہے۔ آخری بھروسہ جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے انسان جہاں مرضی جو ہے وہ دوڑ لے اللہ کی رضا کے بغیر کچھ نہیں ہوتا اور پھر انسان کے اندر کی جو شکست و ریخت ہے اسے کمزور نہیں کرتی اس کو بہت زیادہ مضبوط بناتی ہے جتنی دفع وہ ٹوٹتا ہے وہ دوبارہ مضبوط ہو کر ابھرتا ہے انسان کے اندر ایک جنگ ہوتی ہے یہ جنگ اسے مضبوط کرتی ہے۔

سوال: یوں تو افسانہ نگار کو اپنے سبھی ناول اور افسانے اچھے لگتے ہیں پھر بھی آپ سے جاننا چاہیں گے کہ آپ کو اپنا کوئی ناول یا افسانوں کا مجموعہ زیادہ پسند ہے؟

اپنی لکھی گئی کتابیں بچوں کی طرح ہوتی ہیں جن کے اوپر ایک فکر و خیال ہوتا ہے اس کو میں نے سوچا اور لکھا ہوتا ہے اس لیے ساری بکس ہی پسند ہیں لیکن جو مجھے سب سے زیادہ اپنی کتاب پسند ہے جو میں بار بار پڑھتی ہوں وہ "پیاس اور صحرا" ہے اور پھر اس کے بعد "خواب آزاد ہے" اور شاعری میں تقریباً ساری بکس جو ہیں وہ اچھی ہیں اس میں امتیاز کرنا میرے لیے مشکل ہے سب ہی شاعری کی کتابیں مجھے بہت پسند ہیں۔

سوال: آپ ایک سینئر افسانہ و ناول نگار، ادیبہ اور مصنفہ ہونے کی حیثیت سے ادب کی دنیا میں نئے آنے والوں کو کیا مشورہ دیں گی؟

ادب کی دنیا میں نئے آنے والوں کو یہ مشورہ دوں گی کہ آپ چاہئیں کوئی کالم لکھتے ہیں کوئی تحریر لکھتے ہیں یا پھر کوئی افسانہ لکھتے ہیں تو اس میں منفی اثرات نہیں ہونے چاہیے اور ہمارے ہاں افسانہ نگاری میں بہت کم لوگ ہیں تو اس فیلڈ میں نئی جہتیں متعارف کروائی جا سکتی ہیں اور بتانے کے لیے ہمارے پاس بہت کچھ ہے ہم بہت کچھ بتا سکتے ہیں معاشرے کے اتار چڑھاؤ ہیں معاشرے کے رویے ہیں معاشرہ روبہ تنزل ہے زوال کی طرف جا رہا ہے اس کو ہم کیسے بہتر بنا سکتے ہیں مشترکہ جدوجہد ہے ایسا کرنے سے ہی معاشرے میں بہتری آ سکتی ہے جبکہ معاشرتی ترقی میں ادب کے کردار سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: خواتین کو مختلف شعبہ جات میں آتے ہوئے کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

ہمارے معاشرے میں عورت کے لیے کسی بھی شعبے میں چلے جائیں مشکلات ہی مشکلات ہیں مجھے جہاں پازیٹو رویے ملے وہاں نیگیٹو رویوں کا بھی سامنا رہا جس میں مجھے کہا جاتا رہا کہ آپ کے لیے تو بڑا مشکل ہے جگہ بنانا آپ کہاں اس طرف آ گئی آپ کا جو بیک گراؤنڈ ہے وہ بھی کوئی علمی و ادبی نہیں آپ کی فیملی میں کوئی بھی شاعر اور ادیب نہیں تو آپ کو آگے بڑھنے کے لیے کوئی سپورٹ نہیں ملے گی لہٰذا مجھے زیادہ تر حوصلہ شکنی کرنے والے لوگوں کا سامنا رہا اور ان کے منفی رویے سامنے آئے اس کے ساتھ کچھ اچھے لوگوں کی طرف سے حوصلہ افزائی بھی ملی جس سے آگے بڑھنے کا حوصلہ ملا اس میں میری لگن، اعتماد اور مصمم ارادہ بھی تھا جس سے میں تمام مخالف رویوں کی پرواہ کیے بغیر آگے بڑھتی گئی۔ اس حقیقت کو تسلیم کرنا چاہیے کہ خواتین اس معاشرے کا حصہ ہیں ان کی عزت و احترام اور سازگار ماحول مہیا کرنا معاشرے اور مردوں کا فرض ہے خواتین کو ہر شعبہ میں کام اور ترقی کرنے کے مساوی مواقع ملنے چاہئیں اسی سے ہی معاشرتی اور قومی ترقی ممکن ہو سکتی ہے

سوال: علمی و ادبی سرگرمیوں کے علاوہ آپ کے دیگر مشاغل کیا ہیں؟

لکھنے کے علاوہ مجھے ڈرائیونگ کا بہت شوق ہے میں باہر نکل جاؤں تو ایک دو گھنٹے لاپتہ رہتی ہوں مجھے تفریح مقامات کی سیر کرنا بھی بہت پسند ہے میں بہت زیادہ تنہائی پسند بھی ہوں میری کوشش ہوتی ہے کہ میرا زیادہ سے زیادہ وقت جو ہے وہ تنہائی میں گزرے تنہائی میں میرے موڈ پر منحصر ہوتا ہے کہ میں لکھنا شروع کروں۔ اسلامی کتب پڑھوں، مجھے موویز دیکھنے کا بھی شوق ہے اور انگلش موویز پسند ہیں اور انٹرٹینمنٹ کے پروگرام بھی بہت پسند ہیں۔

سوال: آپ کے پسندیدہ لباس، کھانے، موسم، رنگ اور پھل کون سے ہیں؟

پسندیدہ موسم سردی اور موسم بہار ہے، کھانے میں مجھے بھرے کریلے اور ساگ مکئی کی روٹی بہت زیادہ پسند ہے اس کے علاوہ چائنیز کھانے بھی شوق سے کھاتی ہوں پنک کلر میرا پسندیدہ ہے اور میرے زیادہ تر کپڑوں کا کلر جو ہے نا وہ پنک ہوتا ہے۔

عدالتوں اور ایوانوں کے دروازوں پر کندہ کروا دیں

حسبِ موقع

roqiyaghazal@hotmail.com

رقیہ غزل

ابھی تو ہم بھارتی ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر کے بہیمانہ اور لرزہ خیز ریپ وتشدد کی دلسوز واردات سن رہے تھے اور بھارت وپاکستان کے صحافی حقائق تلاش کر رہے تھے کہ وہ لڑکی جو مسیحائی کا لبادہ اوڑھے سینکڑوں افراد کی جانیں بچا رہی تھی اس کے ساتھ ایسا ہولناک سانحہ کیوں اور کیسے پیش آیا اور اتنے بڑے ہسپتال میں کسی کو بھنک بھی نہ پڑی کہ اک صدائے بے نوا نے ہمیں جھنجھوڑ دیا کہ تجھے پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ توں پاکستان کے اہم سرکاری گنگا رام ہسپتال میں زیر علاج سالہ کمسن کلی کو ایک درندے نے مسل ڈالا۔۔قلم کانپ جاتا ہے اور الفاظ نہیں ملتے مگر افسوس۔!وحشی درندے بے خوف انسانی شکل میں گھوم رہے ہیں مگر کوئی آئینی ترمیم یا سخت قوانین ان درندوں کو لٹکانے کے لیے نہیں بنائے جاتے۔یہ سانحہ کیا کم روح فرسا تھا کہ ایک بڑے سرکاری ہسپتال میں زیر علاج چھوٹی سی بچی کو سویپر نے ہوس کا نشانہ بنا ڈالا چونکہ غریب بچی کا معاملہ تھا تو ینگ ڈاکٹرز کے احتجاج کے باوجود بہت زیادہ کوریج اور عوامی توجہ حاصل نہ کر سکا حالانکہ احتجاجی چیختے رہے کہ انتظامیہ مجرم کو بچانے کے لیے حفاظتی اقدام کر رہی ہے لیکن ہم انصاف لیں گے۔۔کیسا انصاف۔۔؟؟؟ تو کہ ناواقف آداب غلامی ہے ابھی رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتا ہے رقص ہی تو ہے جو ہم سب کر رہے ہیں بظاہر آزاد ہیں مگر ایسے جکڑے ہوئے ہیں کہ آہ بھی کریں تو بدنام کر دیے جاتے ہیں اور اگر سر اٹھائیں تو اندھی گولیوں سے بھون دیے جاتے ہیں مزید طاقتوروں کو غصہ آجائے تو الٹا ہم مظلوموں کو عبرت بنا دیا جاتا ہے۔۔دیس کوئی بھی ہو۔۔ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات اشرافیہ کے لیے غریب کیڑے مکوڑوں سے بھی بدتر ٹھہرے کہ سر عام دولت اور ہوس کے نشے میں اپنی عالیشان گاڑیوں میں کچل جاتے ہیں جیسا کہ گل احمد کے مالک کی بیوی نے نشے میں پانچ افراد کو کچل دیا اور ڈھٹائی سے پیسے پھینک کر لہو کی قیمت لگائی اور پانچ سے زائد کمپنیوں کی مالک مجرمہ نتاشا عدالت سے ذہنی مریضہ کا سرٹیفکیٹ لیکر بیرون ملک جا چکی ہے۔۔منصفوں کے دوہرے معیار کا کیا کہنا جو طاقتوروں کو ذہنی مریض کہہ کر ان کی طاقت دوگنی کر دیتے ہیں اور کمزوروں کو دہشت گرد کہہ کر کمزور بنا دیتے ہیں۔تبھی تو اب تو ہمارے معیارات دیکھ کر یہود وہنود بھی پوچھتے ہیں کہ تم مسلمان ہو؟؟؟

میرا ارادہ اس موضوع پر لکھنے کا بالکل نہیں تھا لیکن مجھے ایسا لگا کہ ریپ وتشدد جرائم غریب پر جاری معاشی ظلم وستم جیسے ہیں کہ اس کو طاقتوروں کی تقسیم درندوں کی طرح بھنبھوڑ رہی ہے اور اس کی چیخ وپکار سے وطن کی فضائیں بین کرتی ہیں مگر کرتا دھرتا آواز نہیں سنتے بلکہ بھوک وننگ سے لتھڑی تصویریں اور زخم خوردہ احتجاجی لاشیں خبریں بنا کر بیچی جاتی ہیں۔۔ایسی بے حسی کہ دل چیخ کر کہتا ہے زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے لیکن دوسرے لمحے خیال آتا ہے کہ مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے اب تو لاشیں بھی ہوس زندہ درندوں سے محفوظ نہیں کیونکہ مجرم دندناتے پھرتے ہیں اور کسی کو بھی عبرت نہیں بنایا جاتا بلکہ ایسے مجرموں کو محفوظ راستہ فراہم کیا جاتا ہے بایں وجہ زیادتی وتشدد کے واقعات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔بھارت تو پہلے ہی خواتین

کے لیے سب سے زیادہ غیر محفوظ ملک ہونے کی بنا پر ریپستانکا خطاب پاچکا ہے پھر بھی ڈاکٹر مومیتا کا بہیمانہ قتل بھارتی تاریخ کا سب سے زیادہ ہولناک سانحہ ہے کہ ایک جوان بچی کو تقریبا بیس سے زیادہ افراد نے اپنی ہوس کا نشانہ بنایا اور اس کے بعد موت کے گھاٹ اتار دیا جو کہ ایک اہم سرکاری ہسپتال کی ڈاکٹر بھی تھی اور اسی ہسپتال کے سیمینار ہال میں درندوں کی وحشت اور حیوانیت کا شکار ہوگئی جہاں وہ سینکڑوں افراد کی زندگیاں بچا چکی تھی اور اس رات بھی مسیحائی کے فرائض ادا کرنے کے بعد تھک کر چند لمحوں کے لیے سوگئی تھی۔وہ کیا جانتی تھی کہ یہ نیند اس کے لیے ہمیشہ کی نیند ثابت ہوگی۔۔یقیناً یہ سانحہ اس قدر ہولناک اور لرزہ خیز ہے کہ پورے بھارت میں احتجاج ہو رہا ہے مگر انتظامیہ اور اثر و رسوخ رکھنے والے اس واردات کے مرکزی مجرم کو ذہنی مریض قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں اس لیے اس کی تفتیش بھی اسی انداز میں ہو رہی ہے۔جہاں پورا ملک سراپا احتجاج ہو وہاں بھی مجرموں کے بچا ؟ کے لئے ہتھکنڈے استعمال ہو رہے ہوں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ بے دین معاشرہ ہے اسلئے انصاف کی موت ہو رہی ہے لیکن کیا ہمارے مسلم معاشرے میں عصمتوں کے لٹیروں کیلیے شرعی سزائیں موجود ہیں اور کیا کبھی کسی کو عبرت بنایا گیا ہے جو کہ اسلامی ریاست کا فرض تھا۔۔ہرگز نہیں !ہم بس نوحے لکھ سکتے ہیں جو تاریخ کا حصہ بن جاتے ہیں اور حکمرانوں اور منصفوں کی بے حسی پر سوالیہ نشان رہیں گے۔۔

جنسی استحصال ایک پرتشدد انتہائی ظالمانہ نا قابل معافی فعل ہے جو سخت سے سخت سزا کا متقاضی ہے مگر دیکھا گیا ہے کہ اس پر جب بھی بات ہوتی ہے تو بحث و مباحثے میں الجھا کر مجرمان کو جواز فراہم کرتے ہوئے شرعی سزا سے پہلو تہی اختیار کی جاتی ہے سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے ملک میں ایسے خوفناک جرم پر شرعی سزا دینے میں کیا رکاوٹ ہے اور کونسی ایسی انسانیت ہے جو ایسی حیوانیت پر بھی مجرمان کے لیے نرم گوشہ رکھتی ہے جبکہ ایسے مجرم ملک وقوم کیلئے ناسور ہوتے ہیں اور ماہرین نفسیات کے مطابق بھی ان کے پاس کسی کے درد کا احساس نہیں ہوتا، اپنے تئیں مفروضے گھڑتے ہیں اور انھی کی بنیاد پر جنس مخالف کو چیلنج سمجھ لیتے ہیں پھر اپنے ہر جرم کی کوئی نہ کوئی دلیل بھی تلاش لیتے ہیں جس سے خود کو مطمئن کر لیتے ہیں۔مختلف واقعات کا جائزہ لیں تو یہی سامنے آتا ہے کہ ہر سرکش ریپ جنسی جذبات کی تسکین کے لیے کم بلکہ طاقت کے اظہار کے لیے زیادہ کرتا ہے اور اسے یہ طاقت قانونی کمزوری دیتی ہے یعنی اس کے ذہن میں سزا کا خوف نہیں ہوتا بلکہ یقین ہوتا ہے کہ وہ دے دلا کر چھوٹ جائے گا اگر آپ ریپ کیسز ڈیل کرنے والے تفتیشی افسران سے ملیں تو وہ آپ کو لازما بتائیں گے کہ ایسے کیسز کو سنجیدہ نہیں لیا جاتا جس کیوجہ سے مجرمان پکڑے نہیں جاتے اور سزا بھی نہیں پاتے بالفرض سزا ہو بھی جائے تو اچھا وکیل کر کے ساز باز کر کے چھوٹ جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جو ہمارے ملک میں جو ایک بار جیل چلا جاتا ہے پھر وہ گینگسٹر بن کر نام پاتا ہے کچھ انصاف کا معاملہ بھی مشکوک ہے کہ دیکھا گیا ہے کہ پھانسی کی سزا انھیں ہوئی جنھیں فوت ہوئے کافی سال گزر چکے تھے تو ایسے میں اس جرم کے سد باب کے لیے عبرتناک شرعی سزا ہی وقت کی ضرورت ہے۔کہیں ایسا نہ ہو پاکستان بھی ریپستان لسٹ میں شامل کر دیا جائے۔

میں نے کل بھی لکھا تھا آج پھر لکھ رہی ہوں کہ ہمارا سیاسی و ملکی نظام کرپشن اور لاقانونیت کا ایسا گڑھا بن چکا ہے جو تبتک نہیں بھرے گا جبتک ہماری عدالتوں اور ایوانوں کی دیواروں پر یہ فرمان رسولکندہ نہیں کیئے جائیں گے کہ:تم سے پہلی قومیں اس لئے تباہ ہوگئیں کہ کوئی معزز چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کمزور چوری کرتا تو اسے سزا دیتے۔۔۔۔

حُسن آوارگی (افسانہ)

عندلیب بھٹی

برسوں بیت جانے پر بھی آتے جاتے وہ بات بے بات ٹھٹھک کر سوچتا۔۔میں اکیلے یوں بھی مزے میں تھا ۔وہ کیوں مل گئی۔۔مل گئی نہیں۔۔میں ہی تو سنسان راہ داریوں میں ایک خراب کہانی کھوجنے نکل گیا تھا۔۔اپنی سوچ کو قطعئی جان کر، برے کو بہت برا اور اچھے کو ولی مان کر جیے جا رہا تھا۔یہ مکمل سچ میں آدھا جھوٹ اور سارے کے سارے فریب میں ایک نیکی نکال لینے والی نے اسے کیا سمجھا دیا۔چینل کے افسرِ اعلی شاہ زمان صاحب نے ایک روز اپنے دفتر بلا کر کہا۔ ذیشان! ملکہ نسیم کی ادھوری کہانی تم ہی مکمل کر سکتے ہو۔۔وہ اچانک کیسے اور کہاں چلی گئی۔۔اب کہاں ہے۔۔؟وہ ماضی کی مشہور و معروف گلوکارہ کی بات کر رہے تھے۔گھر واپس آتے ہوئے بھی ملکہ نسیم کی ادھوری کہانی کو پورا کرنے کے لیے بے تاب تھا۔۔اور کاش وہ اِس بے تابی کی وجہ جان پاتا۔۔تو جان سے چلا جاتا، مگر کچھ بھی جاننے کے لیے نا نکل کھڑا ہوتا۔ایسا تو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔۔رات کو بستر پر لیٹتے ہوئے میں خود سے سوال کر رہا تھا۔۔ہاں! شاید پہلے کبھی منظر کے پیچھے جھانکنے کی کوشش نہیں کی۔۔اور یہ تو پہلی بار بہ ظاہر نئے مگر ایک ہی جیسے واقعات پر سنسنی خیز مواد اکھٹا کرنے کی بجائے میں ماضی کا کوئی قفل کھولنے جا رہا تھا۔۔ملکہ نسیم طوائف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک شہرت یافتہ گلوکارہ بھی تھی۔۔اور بس ایک روز اچانک کہیں چلی گئی۔۔وہ وقت تھا جب طوائفوں نے معاشرے میں اپنی جامہ زیبی نہیں بدلی تھی۔اِس لیے ملکہ نسیم ریڈیو پر گانا گانے کے باوجود اپنے مخصوص علاقے اور حلقے کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں۔۔ایسے میں ملکہ نسیم کا اپنی شہرت کی بلندیوں پر کہیں غائب ہو جانا ایک بڑی بات تھی۔۔میں نے دو چار روز میں ہی ملکہ نسیم کو کھوج لیا۔ ۔ماضی کی حسین و جمیل ملکہ کا ایک تھکا ماندہ حالیہ عکس دو کمرے اور ایک برآمدے پر مشتمل خستہ حال گھر میں دکھائی دیا۔ ملکہ نسیم کی دو جڑواں اور ہم شکل بیٹیاں اِرما اور روما تھیں۔۔اس کے شوہر باو طفیل کی کوئی دس برس پہلے وفات ہو گئی تھی۔۔۔۔گھر میں مجھے بس اِرما ہی دکھائی دی۔۔پتا چلا کہ روما کسی دوسرے شہر میں ملازمت کرتی ہے۔اِرما شربت کا گلاس لے کر آئی۔ ذیشان نے بس ایک نظر ہی تو شربت لانے والی کو دیکھا تھا۔اس مکان سے نکلتے ہوئے وہ اِرما کے عشق میں پور پور ڈوب چکا تھا۔۔بہر حال حسن اپنے تئیں ایک اثر رکھتا ہے۔۔زمان صاحب کو ملکہ نسیم کے گھر جانے کے بارے میں بتا کر شام کو گھر کی چھت کے کوئی پندرہ بیس چکر کاٹ لینے کے بعد ذیشان یہ جان چکا تھا۔۔کہ ہر کوئی ناں میں ہو تے ہوئے بھی اپنے اندر ایک چھپی ہوئی ہاں رکھتا ہے۔۔اور کہیں نا کہیں اس ہاں کے لیے چھوٹی موٹی چوریاں کرتے ہوئے ایک موقعے کی تلاش بھی ہوتی ہے ۔اس نے بھی خود کو ایسی ہی ایک ہاں کے لیے مجبور پا کر اس موقعے پر کام کی تختی لگاتے ہوئے اِرما کو کال ملائی ۔۔۔ملکہ نسیم کے گھر سے آئے چھٹے روز ذیشان کی اِرما سے ایک گھنٹہ بیس منٹ فون پر بات ہوئی تھی۔ذیشان سوچ رہا تھا کہ اِرما جتنی حسین تھی اتنی سادہ مزاج اور معصوم بھی تھی۔۔فی زمانہ یہ دونوں نایاب اشیا کے اعلان میں تھیں۔۔ذشان شاہ کو حیرانی تو تب ہوئی جب اس نے ملکہ نسیم کو بھی ایک سادہ اور صابر عورت پایا۔۔چھ روز اِرما سے بات کرنے کا یہ نتیجہ تھا کہ ملکہ نسیم اپنے بارے میں بات کرنے پر راضی ہو گئی۔ذیشان باو !۔۔حالانکہ محبت کے لفظ سے نفرت سی ہو گئی ہے۔۔مگر میں اس کا مستقبل اپنے ماضی کے تجربے پر تو نہیں طے کر سکتی ۔۔اِرما تابعدار بیٹی ہے۔۔مگر جو مانتا جائے۔۔اسی سے منواتے جائیں۔۔؟ملکہ نسیم نے باور کرایا کہ میٹرک پاس ملکہ نسیم کے پاس بڑی ڈگری تو نہیں البتہ ریاضت ہے۔۔۔۔تو پھر آج کہہ ڈالیئے۔۔میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ یہ کبھی نہیں چھپے گا۔۔

چلو ! تمھارے وعدے کی حیات کو بھی دیکھ لی جائے۔ملکہ نسیم کی ابتدائی گفتگو ہی چونکا دینے والی تھی کہ ذیشان کے اندر کا ہوشیار صحافی جاگ اٹھا۔ہا۔وحشتِ دل کیا کہوں؟۔۔بات یوں ہے چندا۔۔بسر کرنے کو سترہ برس۔۔کہنے کو تین جملے ہاں !۔مگر کچھ تو درد کی دولت دے ہی ڈالیے۔ذیشان نے کھوج پر اصرار اور شوق کے رنگین پردے ڈالتے ہوئے ملکہ سے پوچھا ۔ملکہ کچھ دیر سر جھکائے اپنی سات رنگی بوسیدہ شال کے رنگ گنتی رہی۔۔۔سامنے بیٹھی بہ ظاہر اپنے کام میں مشغول اِرما کو دیکھ کر کہنے لگی آہمم !ذیشان باو! نیا تو کچھ بھی نہیں۔۔دھوکہ اہم نہیں۔۔بلکہ وہ رنگ آہنگ ہوتے ہیں جنھیں دھوکے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ۔۔مجھے تو آپ کم فہم نہیں لگیں۔۔؟ذیشان نے خود کو کہتے سنا۔ملکہ نسیم نے ذیشان کی بات پر استہزایہ انداز سے مسکراتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی۔۔۔۔ذیشان نے خود کو ماسٹر کے سامنے بودا سا جھوٹ بولتے پایا۔باو !یہ وہ وقت تھا جب طوائف کو اپنے لیے طوائف سننے کی

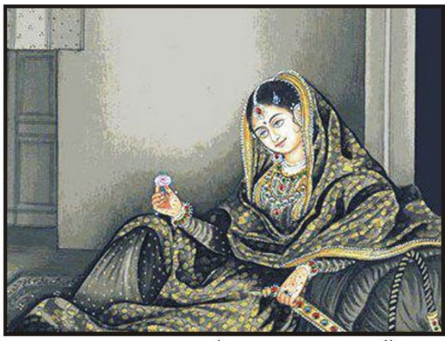

عادت تھی۔۔مگر میں چاہ کر بیٹھی کہ اِس لفظ میں نہیں جینا ۔۔۔اور چاہ برباد کرے گی یہ سوچا نہیں تھا۔۔ملکہ نسیم برآمدے کے پار چھوٹے سے صحن میں کسی کو کھوجتے میں مصروف بولتی چلی گئی۔ درد تواتر سے منظر نامہ بننے لگے ۔۔ملکہ نسیم کہتے گئی۔ میں ابھی عمر کے چودھویں برس میں تھی کہ میرے ہنر اور خوبصورتی نے دھوم مچا دی ۔۔میرے لواحقین بے انتہا خوش تھے۔۔آنے والے بیس پچیس برس کا ساماں جو ہو گیا تھا۔۔۔اور دیکھتے ہی دیکھتے مجھے ریڈیو پر گانے کا موقع بھی مل گیا۔۔بس پھر کیا تھا۔۔میری وجہ سے ہمارے گھر۔۔۔حیران نا ہونا ۔۔اب ہمارے لیے تو گھر ہی ہوتا ہے۔۔ذیشان شاہ دانستہ خاموش رہا۔۔تو ملکہ نسیم پھر سے کہنے لگی۔۔۔میری ماں کے تو گویا پاؤں زمیں پر نہیں آسمانوں پر پڑنے لگے تھے۔۔مجھ پر نثار ہونے والے بہت تھے۔۔اور ایسے میں وہ آ گیا جو جس پر میں فدا ہو گئی۔۔کہا تھا نا۔نیا کچھ نہیں ہوتا۔۔مگر سننے والے کے لیے۔۔نیا پہننے والے کے لیے ہوتا ہے۔۔ملکہ نسیم نے ایک دو لمحے کا توقف کیا ۔۔جیسے گلے میں پھنسے ماضی کے درد کو اندر اتارنے کی کوشش کی ہو۔پھر۔۔پھر کیا ہوا۔۔؟ کیا سب کو خبر ہو گئی ؟ ذیشان نے ملکہ کے طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے اکسائے رکھا۔ملکہ بھی فوراً بولی۔نہیں !۔جانے مجھ پر کیسا اعتبار تھا۔۔اور جب اس نے کہا کہ۔۔روز آتی ہو تم خیالوں میں۔۔۔کیا تم میری زندگی میں بھی آ جاؤ گی ۔۔۔اور سچ کہوں بات وہی ہے۔۔ایسا تو وہاں آنے والے کہا ہی کرتے تھے۔۔۔وہ اس کے کہنے کا ڈھنگ ایسا ہوتا کہ اس کے جانے کے بعد میں بھی وہاں ہوتی ہی کب تھی۔ایک تمنا جینے لگی تھی کہ کوئی مجھے میڈم نہیں باجی کہے۔۔پھر پتا چلا اہمیت لفظوں کی نہیں نیت کی ہوا کرتی ہے۔۔۔!ملکہ نے توقف کیا تو اِرما چپل گھسیٹتی ہوئی اندر کمرے میں چلی گئی۔۔شاید پرانی کہانی بور کرنے لگی تھی۔۔۔پھر۔۔پھر کیا ہوا؟ ذیشان کی جلد بازی پر ملکہ نسیم ایک سادہ سی ہنسی ہنستے ہوئے کہنے لگی۔

تجھے آخری ورق پلٹنے کی بہت جلدی ہے۔ہاں تو! بس نہیں جانا کہ اہم دھوپ نہیں بلکہ موسم ہے۔۔اس نے مجھے کہا میرے ساتھ بھاگ چل!۔۔اور میں! میں تو جیسے اسی انتظار میں تھی۔۔اور بس پھر وہی غم زندگی کے سائے ۔۔اور آندھیوں جیسے لوگ۔۔اپنے ٹھکانے سے کیا اٹھے ۔۔دنیا نے کہیں بیٹھنے ہی نہیں دیا۔۔اور ہر ہر جگہ مجھے میری پہچان یاد دلاتے ہوئے باور کرایا کہ مجھے وہی کرنا چاہیے جو میں نہیں کرنا چاہتی۔۔ملکہ نسیم کا ابتدائی باب میں ہی ختم شد کا نعرہ لگا دینا۔۔ذیشان کو بدہضمی کروا رہا تھا۔۔۔تو کیا وہ۔۔وہ اِرما اور روما کے۔۔میرا مطلب ہے۔۔؟ ملکہ نسیم نے سات رنگ کی خستہ حال چادر کو ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔ہا۔ہا۔۔ارے باو! وہ اِرما اور روما کا باپ نہیں تھا۔۔وہ تو مجھے چند روز اپنے ساتھ رکھ کر جانے کہاں چلا گیا۔۔اور اِس سے پہلے کہ میں شرمندہ حال واپس لوٹ جاتی۔۔اِن دونوں بچیوں کا باپ مجھے ملا۔۔ملکہ کی آواز اب کہ سرگوشی میں ڈھل گئی تھی۔۔وہ سامنے والے کمرے کی جانب ایک نظر دیکھ کر بولی۔یہ بچیاں اس بات سے بے خبر ہیں۔۔مگر تیرے وعدے کے سامنے جھوٹ رکھنا نہیں چاہتی۔۔کل کو تو بھی اِرما کے سامنے کوئی سوال لیے کھڑا ہو۔۔تو جان لے کہ ان کا باپ اس کا گہرا دوست تھا۔۔جو دوست کے دیے زخموں پر مرہم رکھنے چلا آیا۔میرے اصرار پر نکاح بھی کر لیا ۔۔میں بہر حال دل کے لٹ جانے کے باوجود بھی خوش ہو گئی۔۔مگر۔۔کچھ ہی عرصہ بعد ہی وہ خوشی بھی عشق کے لگے دربار میں رسوا ہو گئی۔۔اور بس میں بچیوں کو لیے واپس یہاں آ گئی۔۔مگر میرے نام نہاد شوہر کی مہربانی کہ کبھی کبھار ہی سہی وہ کچھ رقم دے دیا کرتا۔۔مگر بچیوں نے اسے کبھی دیکھا نہیں۔اور کہا کہ نہیں رہے۔۔اور جب ہمارے نہیں رہے تو پھر جہاں بھی رہے۔کیا میں ان سب وحشتوں کا ذکر کروں جنھوں نے چھ روز مجھے گھیرے رکھا۔۔۔کیا میں تمھیں بتاؤں کہ تم سے سرسری سا مل لینے کے بعد میں اچانک سے کتنا اکیلا ہو گیا ہوں؟ ذیشان اور اِرما اسی میز کے ساتھ قریب قریب رکھی دو کرسیوں پر بیٹھے تھے۔۔جن میں سے کسی ایک پر بیٹھ کر

وہ اردگرد کی کوئی تڑکے والی خبر تلاش کیا کرتا تھا۔۔مگر آج اس کی موجودگی نے گردونواح میں رنگ و نور کا ہالہ بنا دیا تھا۔جواب میں وہ بس مسکراتی رہی۔۔ذیشان یہ دیکھ کر حیران ہوتا رہا کہ حسن کبھی اتنا بے نیاز سادہ بھی ہو سکتا ہے۔۔ذیشان نے اِرما سے اپنی گمبھیر آواز میں اظہارِ محبت کر لیا۔۔تو اس نے پھر سے مسکراتے ہوئے سر جھکا لیا ۔۔۔لیکن مجھ سے یہ سوچ کر کوئی وعدہ کرو کہ میری ماں نے ایک وعدے پہ عمر گزار دی۔اب زندگی کتنی بے زار ہے۔۔بے شک تمھارا دل عشق کا امام ہے۔۔میں ایمان لاتی ہوں مگر۔۔مگر۔۔یہ عشق میں مگر کیسے آ گیا۔ذیشان نے مخمور لہجے میں کہا۔اِرما بھی ملکہ نسیم کی ہنسی ہنسنے لگی ۔۔ذیشان حیران ہوا۔۔کیا اِس کے پاس بھی درد کی دولت ہے؟ ہاں! ضرورت ہے نا ہی چاہت۔۔مگر ۔۔یہاں ایک مگر تو ہے۔۔اور وہ یہی کہ عشق اور شادی میں سے مجھے کسے چننا ہے۔۔ایک لمحے کے لیے ذیشان ٹھٹک کیا تھا۔۔اسے سامنے اِرما کی جگہ روما بیٹھی دکھائی دی۔۔یہ سوال تم نے نہیں۔۔روما نے کیا ہے۔۔بہر حال تمھیں عشق اور شادی میں سے کسی ایک کو چننے کی ضرورت نہیں۔۔میں یہاں دونوں لیے بیٹھا۔ مجھے زمانے کو اپنا نہیں بنانا۔۔میرے ساتی تم ہو تو زمانہ بھی تمھی سے ہے۔اِرما! بات سنو! تم نا اب سیدھے سیدھے بات کرنے کی عادت ڈالو!۔۔یوں۔۔میرا مطلب ہے جیسے عام عورتیں بات کیا کرتی ہیں۔۔اِرما نے اثبات میں سر ہلا دیا۔وہ اس وقت ذیشان کا ہاتھ تھامے سڑک پر نہیں آسمانوں پر کہیں قدم رکھ رہی تھی۔۔ہم دونوں بلاشبہ ایک جیسی شکل وصورت کی حامل ہیں۔۔مگر اے کاش تمھاری پاس عقل بھی ہوتی۔۔۔میں۔۔میں تمھیں کیا کہوں۔۔تم پھر سے شادی کرو گی۔ہاں! تو اور کیا کرو۔۔۔وہ جو تم کرتی ہو؟ روما ایک قہقہہ لگاتے

ہوئے ہنسنے لگی۔خیر تم نے مجھے اس سے ملنے کے لیے بلوایا ہے تو تعارف بنتا ہے۔اچھا تو بات یوں ہے محترم ذیشان شاہ۔۔کہ اِرما اور میں جڑواں بہنیں ہیں۔۔اور سترہ برس کی عمر میں ابھی تک اِرما کی تین شادیاں ہو چکی ہیں۔۔۔اور میں۔۔۔میں نے تو اپنی ماں کے چھوڑے ہوئے پیشے کو ترقی دی ہے ریستوران میں ذیشان کے سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے روما نے کسی تکلف کے بن بات شروع کر دی۔اور میری ماں نے غلط کہا کہ ہمارا باپ کفالت کرتا ہے۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔۔اس گھر کی کفیل میں ہوں۔۔۔اور کیا ہی مزے کی بات ہے کہ وہ چاہتی ہے۔۔۔میں گھر سے ذرا دور ہی رہوں۔۔۔تو اب آپ فرمائیے۔۔کیا ابھی بھی آپ کو اِرما سے شادی کرنی ہے؟ ذیشان کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر جاتا ہے۔۔وہ ایک دو لمحے جو اس نے خود کو سنبھالنے میں لگائے۔اِس دوران روما ٹانگ پر ٹانگ رکھے مسکراتی رہی۔۔۔ہاں !بالکل۔ذیشان شاہ کے جواب پر روما کو ایک جھٹکا لگا۔۔جب کہ اِرما کے چہرے پر الوہی مسکراہٹ پھیل گئی۔وہ دن اِرما کے لیے بہت خاص تھا ۔۔شام کو ملکہ نسیم اور روما کے درمیان ایک طویل گفتگو ہوئی۔۔جھنجھلائی ہوئی روما اِرما کے روبرو تھی۔۔۔۔تو شادی کے تین تجربات کے بعد بھی تم دونوں ماں بیٹی کو پتا نہیں چلا تم جہاں بھی جاو گی۔۔بس ایک داستاں لے کر آنے کے لیے جاو گی۔۔۔۔روما۔۔میں تمھاری طرح عقل مند نہیں۔۔مگر کیا یہ غلط نہیں کہ ماضی کے تجربات میں نئے کو پرکھا جائے۔اِرما نے رسان سے آگے بڑھتے ہوئے روما کے تنتاتے لہجے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔اِرما کے اِس انداز پر روما ایک گہری سانس لیتے ہوئے بیٹھ گئی۔۔کچھ لمحوں کے توقف کے بعد وہ آہستگی سے بولی۔۔ارمی !تم چودہ برس کی تھی۔۔آنے والے پہلے مالدار رشتے کو ہاں کہہ کر تمھیں رخصت کر دیا گیا۔۔اور۔۔۔۔۔۔یہاں !ماضی کو کریدنے کا کیا فائدہ۔۔؟ اِرما رنجیدگی سے بولی، روما نے جھٹ جھپی ڈالتے ہوئے کہا۔تمھاری نئی شادی سے پہلے ماضی کا ایک تجزیہ تو بنتا ہے۔شادی کی بات سن کر اِرما خوشی سے روما کی بات میں شریک ہو گئی۔ہاں تو پھر !ہاں !تم سے دگنی عمر والے کا چند ہی دنوں میں تم سے دل بھر گیا ۔۔اور ایک روز کچھ پیسے اور طوائف زادی کا ٹیگ دے کر گھر سے باہر کیا۔تم بتاو کہ چھوڑنے کے لیے برا بنانا ضروری ہوتا ہے۔۔؟ روما بات آگے بڑھاتی گئی۔۔چھ ماہ میں ہی پہلے دکھ کے مداوے کے لیے اماں نے تمھاری دوسری شادی کر دی۔۔اِس بار امارت کو چھوڑ کر تمھارا اہم عمر شخص چنا۔۔تو کیا ہوا۔اس مڈل کلاس انسان کی محبت کیسی تھی۔وہ بزدل انسان تمھارے لیے نہیں بلکہ تم اس کے لیے تھیں۔۔۔ایک ٹھوکر بھی لگ جائے تو درد کا ساماں تمھی کو کرنا تھا۔۔مگر ہوا کیا۔۔جب تمھارے جہیز میں ملے پیسے ختم ہو گئے۔۔تب اسے خاندان کا دباو اور اپنا اکیلا پن یاد آ گیا۔اس بار کے دھکے میں تمھارے لیے مجبوری نام کی عزت کی ایک دھجی بھی تھی۔۔اور۔۔۔روما ایک لمحے کو سانس لینے کے لیے رکی۔۔اِرما نے بے تابی سے روما کو دیکھا۔۔جیسے کہہ رہی ہو کہ جلد از جلد ذیشان تک پہنچو۔روما یہ دیکھ کر تاسف سے سر ہلاتے اٹھنے لگی تھی۔۔کہ اسے جھٹکا لگا۔۔۔کیونکہ اس کا ہاتھ ابھی تک اِرما کے ہاتھ میں تھا۔۔۔روما نے پھر گہری سانس لی۔۔ کہ اِرما کی طرف سے بات جاری رکھنے کا اصرار تھا ۔۔اور کیوں تھا یہ روما نے اِرما کے چہرے پر ذیشان نامی تحریر میں واضح پڑھ لیا تھا۔۔۔تو اب تم کیا اپنی زندگی کے سولہویں برس ہی کھائے گئے تیسرے دھوکے یا دھکے کا بھی خلاصہ چاہتی ہو۔۔کہ ایک عورت تمھیں اپنے شادی شدہ بیٹے کو کنوارہ دکھا کر صرف اِس لیے لے گئی کہ اسے اپنی بیماری میں تم سے خدمت لینی تھی۔۔اور اس کا بیٹا اپنی بیوی او بچوں کے ساتھ خوش وخرم جی رہا تھا اور تم نام نہاد بیوی بن کر اس کی ماں کی بلا معاوضہ نرسنگ کرتی رہیں۔روما اٹھ کا جانے لگی تو اِرما نے آس بھری نگاہ سے روما کو دیکھا۔روما نے بھی ایک کوشش اور کر ہی ڈالی۔جو کہ سامنے بیٹھی تھی۔ذیشان ارما کی بات سن کر ہکا بکا رہ گیا۔تم۔۔تم شادی سے انکار کیسے کر سکتی ہو ؟۔۔۔اور میں ایسا کیوں نہیں کر سکتی۔۔اوہ !ہاں !تم تو دراصل مجھ پر احسان کرنے جا رہے تھے۔۔مگر ۔۔ذیشان شاہ مجھے اب شادی شادی نہیں کھیلنا ۔۔ذیشان حیرت سے منہ کھولے اِرما کو دیکھ رہا تھا ۔۔کیونکہ آج اس کا پہناوا بھی روما جیسا تھا۔۔بلکہ بات چیت کا ڈھنگ بھی بدل گیا تھا۔۔ناک میں موتی نا ہوتا تو ذیشان یہی سمجھتا کہ روما اس کے سامنے ظالم سماج بنی بیٹھی ہے۔انکار کی وجہ پوچھ سکتا ہوں۔۔؟ اِرما ایک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ ایک توقف کے بعد بولی۔تم میرے ایک سوال کا جواب دے دو۔تین برسوں میں میری اور روما کی زندگی میں تین مرد آئے۔۔اسے کسی نے طوائف نہیں کہا۔۔جب کہ میں شادی کرنے کے باوجود ہر بار طوائف کا لفظ سنا کر نکالی گئی ہوں۔۔۔اور۔۔ذیشان کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ ارما بولی۔۔۔اور۔۔۔اور اس روز تم نے کہا میں اب اپنی بات کرنے کا انداز تبدیل کروں ۔۔۔ذیشان شاہ تمھیں تو مجھ میں شادی سے پہلے طوائف دکھائی دے گئی۔۔۔اور مجھے نا ملکہ نسیم کی طرح بیس برس بعد کسی صحافی کے سامنے نہیں بیٹھنا۔ارما اٹھنے ہی لگی تھی کہ ذیشان نے تڑپ کر اس کا ہاتھ تھام کر روکنے کی آخری کوشش کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔لیکن ارما میں۔۔۔میں تو تمھیں جانتا ہوں۔۔پہچانتا ہوں۔۔اِرما ایک جھٹکے سے ذیشان کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے چھڑا کر بات مکمل کرتے ہوئے آگے بڑھ گئی ذیشان شاہ سمیت میرے۔۔ہر انسان دوسرے کو اتنا ہی جانتا ہے۔۔جتنی اس کو چاہ ہو۔۔اسی قدر پہچانتا ہے۔۔جتنی ضرورت ہو۔

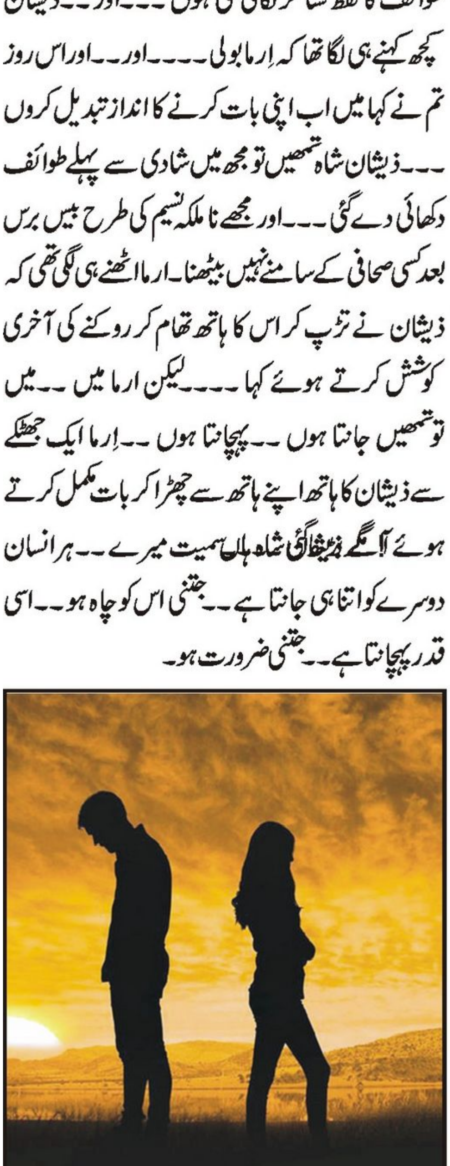

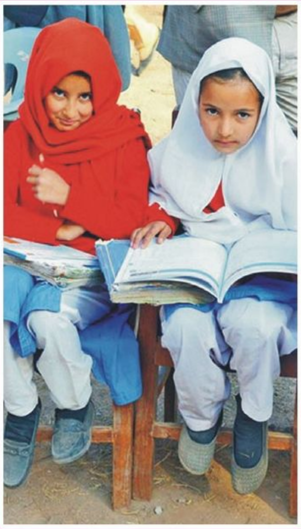

خواندگی کی اہمیت

تحریر: رابعہ عبدالستار

عالمی یوم خواندگی ہر سال 8 ستمبر کو منایا جاتا ہے۔
اس دن کا مقصد دنیا بھر میں خواندگی کی اہمیت کو اجاگر کرنا اور ان لوگوں کی کوششوں کو سراہنا ہے جو تعلیم کو فروغ دینے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ تعلیم، یعنی پڑھنے اور لکھنے کی صلاحیت، انسانی ترقی کی بنیاد ہے اور اس کے بغیر کسی بھی معاشرے کی ترقی ممکن نہیں۔ تعلیم کی کمی آج بھی دنیا کے بہت سے حصوں میں ایک سنگین مسئلہ ہے۔ خاص طور پر ترقی پذیر ممالک میں، لاکھوں بچے اور بالغ تعلیم سے محروم ہیں، جس کی وجہ سے وہ معاشی اور سماجی مواقع سے محروم رہتے ہیں۔ اس صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے حکومتیں، غیر سرکاری تنظیمیں، اور عالمی ادارے مختلف منصوبے اور پروگرام ترتیب دے رہے ہیں۔ تعلیم ہر انسان کا بنیادی حق ہے اور خواندگی کے بغیر ہم ایک بہتر اور منصفانہ دنیا کی تعمیر نہیں کر سکتے۔ اس دن کو منانے کا مقصد صرف تعلیم کے فروغ تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ بھی ہے کہ ہم اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہر فرد کو معیاری تعلیم حاصل ہو اور وہ اپنی زندگی میں کامیابی حاصل کر سکیں اور انسانیت کی کامیابیوں کو یقینی بنائیں اور اسے تقویت پہنچائیں جس سے ایک بہتر معاشرہ وجود میں اسکے۔ حکومتیں تیزی سے فاصلاتی اور ان لائن تعلیم فراہم کرنے کے لیے کوشاں ہیں خاص طور پر نوجوان اور بچوں کے لیے غیر رسمی تعلیم پر عمل پیرا ہیں ورچوئل اسباق، مواد کی فراہمی ٹی وی ریڈیو اور ائیر اسپیس اس میں شامل ہیں۔ ابادی کے لحاظ سے دنیا کہ بڑے ممالک میں شمار ہونے والا پاکستان وہ واحد اکثریتی ملک ہے جو ایٹمی طاقت بھی ہے لیکن اپنی شرح خواندگی کے حوالے سے ایک دوراہے پر کھڑے پاکستان کی اج تک کی تعلیمی پیشرفت غیر متاثر کن ہے۔ پاکستان کا تعلیمی حوالے سے ایک بہت بڑا مسئلہ سکول جانے کی عمر کے وہ بچے اور بچیاں بھی ہیں جو سکولوں سے باہر ہیں اور مختلف وجوہات کی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر رہے۔ جو عوامل کم شرح تعلیم کی وجہ بنتے ہیں، ان میں غربت، جہالت، چائلڈ لیبر اور تعلیم تک رسائی کا فقدان شامل ہے پاکستان میں 22 فیصد ابادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت سے خاندان اپنے بچوں کو سکول بھیجنے سے متحمل نہیں ہو سکتے انٹرنیشنل لیبر ارگنائزیشن کے مطابق پاکستان میں لاکھوں بچے چائلڈ لیبر سے وابستہ ہیں یہ بچے اکثر سکول جانے کی بجائے چھوٹے موٹے کام کر رہے ہوتے ہیں - مزید یہ کہ پاکستان میں جہاں اج بھی کئی کئی کلو میٹر کے فاصلے پر سکول دستیاب نہیں ہیں پاکستان میں خواندگی کی صورتحال اچھی نہیں ہے تاہم ملک میں شرح خواندگی کو بہتر بنانے کے لیے کام ہو بھی رہا ہے۔ اج کا دن خاص طور پر ان تنظیموں اور اداروں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جو تعلیم کے فروغ کے لیے سرگرم عمل ہیں سرکاری سطح پر بھی کوششیں کی جا رہی ہیں جن میں پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن، سندھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن ایلیمنٹری ایجوکیشن فاؤنڈیشن، کے پی کے اور اسی طرح بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا کردار نمایاں ہے جنہوں نے ملک بھر میں ایسے بچوں کو سکولوں کی سہولت فراہم کی ہے جو سکولوں سے محروم تھے اج کے دن اس عزم کا اظہار کرنے کی ضرورت ہے کہ پاکستان اور دنیا بھر میں بچوں کی تعلیم جیسی ہی بنیادی ضرورت کی فراہمی کے لیے کام کرنا ہے کام کرنے والے افراد اور اداروں کا دست بازو بننا ہے ان کے ساتھ مل کر دنیا کو امن کے ساتھ ساتھ علم کا گہوارہ بنانے کی بھی کوشش کرنی ہے مختلف ماہر تعلیم اس بارے میں لکھتے ہیں کہ قبائلی اور جاگیردانہ سسٹم میں اج بھی بالخصوص لڑکیوں کی تعلیم کی مخالفت کی جاتی ہے دوسرے ہمارے معاشی حالات ہیں۔ ایک جاہلانا سوچ یہ بھی ہے کہ تعلیم صرف لڑکوں کا حق ہے جو ان پہ خرچ کیا جائے گا وہ بعد میں ان کی کمائی سے سے وصول کیا جائے گا اور لڑکیوں کی تعلیم سراسر خسارے کا سودا ہے ان کی تعلیم پر پیسہ خرچ کرنا انتہائی فضول ہے کیونکہ وہ ایک پرایا دھن ہے جو دوسرے گھر جانی ہے جب تک یہ منفی سوچ نہیں بدلے گی معاشرے میں بہتری نہیں ائے گی۔ ماہرین تعلیم کے مطابق تعلیمی ایمرجنسی نافذ کرنی ہوگی اس میں حکومت ، پرائیویٹ سیکٹر ،فلاحی ادارے اور عوام ان سب کا اشتراک لازم ہے جب یہ ممکن ہوسکا تب ہی ہم تعلیم کے سلسلے میں خواندگی بڑھانے میں کوئی مثبت پیشرفت کر سکیں گے ہم تو صرف اپنا نام لکھنے والے اور دستخط کرنے والے کو خواندگی سمجھتے ہیں ہمارے سکولوں میں داخل ہونے والے بچے اکثر دوسری تیسری جماعت میں سکول چھوڑ دیتے ہیں۔ اس لیے خواندگی میں اضافے کے لیے زیادہ توجہ پرائمری سکولوں کی تعلیم پر دینی پڑے گی اور یہ ذمہ داری حکومت کو قبول کرنا ہوگی جب تک تعلیم حکومت کی اولین ترجیح نہیں بنے گی ملک میں تعلیم کی شرح میں اضافہ ممکن نہیں اس ضمن میں اگر نیک نیتی سے کاوشیں کی جائیں تو ہم شرح خواندگی کو بلندی کی طرف لے جاسکتے ہیں۔

دنیائے خواتین

ترتیب و اہتمام
بشریٰ رضوان

پکوان

ریشا حلیم

اجزا: گندم کے دانے (بھگوئے ہوئے) 1 کپ۔ مونگ کی دال (بھگوئی ہوئی) 1 کپ۔ چنے (بھگوئے ہوئے) 1 کپ۔ لال دال (بھگوئی ہوئی) 1 کپ۔ چاول (بھگوئے ہوئے) 1 کپ۔

ماش کی دال (بھگوئی ہوئی) 1 کپ۔ پانی 8 - 7 کپ۔ ہلدی 1 چائے کا چمچ۔ گرم مصالحہ بنانے کے اجزا۔ زیرہ 1 کھانے کا چمچ۔ کالی مرچ کھانے کا چمچ۔ سبز الائچی 5-4۔ جائفل 2-1۔ دارچینی سٹکس 2-1۔ لونگ 5-4۔ بیف بنانے کے اجزا: کھانے کا تیل 1/2 کپ۔ گائے کا گوشت (ہڈیوں کے بغیر) 1 کلو۔ ادرک لہسن کا پیسٹ 2 کھانے کے چمچ۔ زیرہ پاؤڈر 1 کھانے کا چمچ۔ کٹی لال مرچیں 1 کھانے کا چمچ۔ لال مرچ پاؤڈر 1 کھانے کا چمچ۔ دھنیا پاؤڈر 1 کھانے کا چمچ۔ ہلدی پاؤڈر 1 چائے کا چمچ۔ نمک 1 چائے کا چمچ۔ دہی 1 کپ۔ پانی 4 کپ۔ ترکیب: دال ابالنے کے لئے ایک برتن میں پانی، بھگوئی ہوئی گندم کے دانے، مونگ کی دال، چنے، لال دال، چاول، ماش کی دال، اور ہلدی ڈال کر اسے ابال کر پکالیں اور اچھی طرح بلینڈ کر لیں۔ گرم مصالحہ بنانے کے لئے گرائنڈر میں زیرہ، کالی مرچ، ہری الائچی، جائفل، دارچینی کیسٹکس اور لونگ ڈال کر باریک پیس لیں۔ ریشے دار حلیم بنانے کے لئے ایک پین میں تیل، گرم کر کے اس میں گائے کا گوشت اور ادرک لہسن کا پیسٹ ڈال کر ایک منٹ تک پکائیں۔ اب اس میں زیرہ، لال مرچ، لال مرچ پاؤڈر، زیرہ پاؤڈر، دھنیا پاؤڈر، ہلدی اور نمک ملا دیں اور مزید ایک سے دو منٹ تک پکائیں۔ اب اس میں دہی ڈال کر چار سے پانچ منٹ تک پکائیں پھر اس میں چار کپ پانی ڈال کر تیس منٹ یاں پوری طرح پک جانے تک پکائیں۔ پھر بیف اسٹاک کو الگ کریں اور بیف کو شریڈ کر لیں۔ اب بلینڈ کی ہوئی دال کے مکسچر میں بیف، بیف سٹاک، اور گرائنڈ کیا ہوا گرم مصالحہ ڈال اور اسے لکڑی کے گھوٹنے سے کم از کم ایک گھنٹے کے لیے اچھی طرح گھوٹ لیں۔ ریشا حلیم تیار ہے۔

جائنٹ چپلی کباب

جائنٹ چپلی کباب بنانے کے اجزا: گائے کا گوشت ڈیڑھ (1 1/2) کلو۔ پیاز (کٹی اور نچوڑی ہوئی) ڈیڑھ (1 1 / 2) کپ ٹماٹر (کٹے ہوئے) 1 کپ۔ ادرک لہسن کا پیسٹ 1 کھانے کا چمچ۔ ہرا دھنیا 1/2 کپ۔ سکر یمبلڈ ایگ کپ۔ ہری مرچ (کٹی ہوئی) 1/4 کپ۔ انار دانہ (کٹا ہوا) 1/2 کپ۔

نمک 1 کھانے کا چمچ۔ مکئی کا آٹا 1 کپ۔ لال مرچ پاؤڈر 2 کھانے کے چمچ۔ کٹی لال مرچیں 2 کھانے کے چمچ۔ دھنیا پسا ہوا 2 کھانے کے چمچ۔ زیرہ پاؤڈر 1 کھانے کا چمچ۔ ترکیب: جائنٹ چپلی کباب بنانے کے لئے ایک بال میں گائے کے گوشت کا قیمہ، پیاز، ٹماٹر، ادرک لہسن کا پیسٹ، اسکر مبلڈ ایگ، دھنیا پاؤڈر، انار دانا، نمک مکئی کا آٹا، لال مرچ پاؤڈر، کٹی لال مرچیں، ہرا دھنیا اور زیرہ پاؤڈر ڈال کر اسے اچھی طرح ملا لیں۔ اب کباب کی شکل بنائیں اور شیلو فرائی کریں جب تک کہ دونوں طرف پوری طرح پک نہ جائے جائنٹ چپلی کباب تیار ہے۔

گھریلو ٹوٹکے

کالی چائے سے پیٹ درد، مروڑ اور موشن ختم

ہم آپ کو لوز موشن روکنے و۔ پیٹ درد اور ہاضمے کے مسائل ٹھیک کرنے والی کالی چائے کا ایک زبردست نسخہ بتا رہے ہیں۔ ایک کپ پانی۔ چمچ چائے کی پتی۔ 1 چمچ لیموں کا رس۔ 1 چمچ کچلا ہوا ادرک۔ 1 چھوٹی

ڈنڈی مولیٹھی کی۔ 7 تلسی کے پتے۔ ایک برتن میں پانی ڈال کر یہ تمام چیزیں (سوائے لیموں کے رس کے) شامل کریں اور اچھے سے ابال لیں۔ چائے ابل جائے تو چولہا بند کر کے اسے تھوڑی دیر ایسے ہی رہنے دیں، پھر چھان کے ایک کپ میں نکال لیں۔ اس کے بعد اس میں لیموں کا رس شامل کر کے پی لیں۔ اس نسخے کو دن میں دوبار استعمال کریں

ذرا سی ادرک چبانے کے فوائد

ادرک کا استعمال ہر طرح سے مفید ہے۔ ادرک اینٹی فنگل، اینٹی بیکٹریل ہوتی ہے ماہرین کے مطابق: ادرک نظام ہاضمہ کو بہتر بنانے میں زیادہ کارآمد ہے۔ زیادہ بلغم آنے کی بیماری میں بھی ادرک چبا کر کھانا فائدہ مند ہے۔ ذیابطیس کے مرض میں اس کو چبا کر کھانا انسولین کو کنٹرول رکھنے میں مدد دیتا

ہے۔ ہائپرٹینشن کا مرج لاحق ہے تو آپ روزانہ ادرک چبا کر کھائیں یہ آپ کی یادداشت کو بڑھانے میں مدد دے گی۔

ہیلتھ اینڈ فٹنس

ترتیب و اہتمام
نزہت عروج بیگ

کاجو انسانی صحت کے بہت مفید

نیٹ نیوز: کاجو دنیا میں سب سے زیادہ مقبول اور طلب کیے جانے والے خشک میوہ جات میں سے ایک ہے۔ کاجو کو اکثر کینڈی اور چاکلیٹ میں بھی شامل کیا جاتا ہے پھر بھی، کچھ لوگ بہت زیادہ کاجو نہ کھانے کے لئے محتاط رہنا چاہتے ہیں۔ کاجو صحت کے بہت سے فوائد فراہم کرتے ہیں اور اہم غذائی اجزا سے بھرپور ہوتے ہیں۔ ان میں پروٹین بڑی مقدار ایک کپ میں 20 گرام سے زیادہ اور 4 گرام سے زیادہ غذائی فائبر کی مقدار ہوتی ہے۔ اکیڈمی آف نیوٹریشن اینڈ ڈائیٹکس کی ترجمان کرسٹین اسمتھ کے مطابق یہ سب اجزا مل کر آپ کو زیادہ دیر تک پیٹ کے بھرے ہونے کا احساس دلاتے ہیں اور آپ کے بلڈ شوگر لیول کو مستحکم کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ امریکی محکمہ زراعت کے مطابق اس

میں کیلشیم، آئرن، میگنیشیم، فاسفورس، پوٹاشیم، زنک، تانبا، وٹامن سی، وٹامن کے، مینگنیز، نیاسین اور فولیٹ بھی شامل ہیں۔ یہ غذائی اجزا مدافعتی صحت کو فروغ دے سکتے ہیں، توانائی فراہم کرسکتے ہیں اور سوزش کو کم کرنے اور خون کے جمنے کو روکنے میں مدد کرسکتے ہیں۔

کریلا: وزن میں کمی کیلئے انتہائی مفید سبزی

نیٹ نیوز: موسم گرما کی سبزیوں میں کریلا خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ کریلا کھانوں کے ساتھ ساتھ ادویات میں بھی استعمال ہوتا ہے، قوت مدافعت بڑھاتا ہے۔ کڑوے ذائقے کی وجہ سے یہ انفیکشن کو کم کرتا ہے اور میٹابولزم کا توازن برقرار رکھتا ہے 100 سے لیکر 250 گرام تک سالم کریلے کوٹ کر ان کا پانی دو تین ہفتے استعمال کرنے سے معدے کا فعل درست ہوجاتا ہے قبض کشا ہونے کے سبب کریلا انسانی جسم سے ہر قسم کے زہروں اور رکے ہوئے فاسد مادوں کو بتدریج خارج

کرتا ہے، کریلا نمکیات کی کمی کو بھی پورا کرتا ہے ہیضے کے ابتدائی مراحل میں کریلے پتوں اور پیاز کا جوس دو چائے کے چمچے اور ایک چائے کا چمچہ لیموں کا رس ملا کر پینا مفید ہے۔ جگر کے تمام امراض میں کریلوں کا پانی مفید ہے یرقان کے لئے کریلا بہت فائدہ مند ہے جگر، گیس اور معدے کی خرابی کے مریضوں کے لئے چھلکوں اور بیج سمیت پانی نکال کر پینا مفید ہے یہ شوگر کے لئے بھی مفید ہے کیونکہ کریلے سے لبلبہ کی اصلاح ہوتی ہے۔ اگر آپ واقعی وزن کم کرنا چاہتے ہیں یا اپنی صحت کو بہتر بنانا چاہتے ہیں تو اپنی روزمرہ کی خوراک میں اس غذائیت سے بھرپور سبزی کو شامل کریں خیال کیا جاتا ہے کہ کریلے کا جوس پینا ذیابیطس کے مریضوں کے لیے ایک ضروری ٹانک بھی ہے، یہ آپ کے پیٹ کی چربی جلانے اور تیزی سے وزن کم کرنے میں مددگار ہوتا ہے۔ا

زیادہ کافی دل کی صحت کیلئے خطرہ بن سکتی ہے

نیٹ نیوز: حال ہی میں ایک مطالعے میں پایا گیا ہے کہ کیفین کی زیادہ مقدار دل کی صحت کیلئے خطرہ بڑھا

سکتی ہے۔ بھارت کی ایک میڈیکل کی طالبہ نے مطالعے میں پایا کہ ہفتے کے زیادہ تر دنوں میں روزانہ 400 ملی گرام سے زیادہ کیفین پینے سے صحت مند لوگوں میں دل کی بیماری کا خطرہ بڑھ سکتا ہے۔ گجرات میں زائیڈس میڈیکل کالج اور اسپتال میں دوسرے سال کی ڈاکٹریٹ کی نینسی کا گاٹھارا نے بتایا کہ ہائی بلڈ پریشر جیسی غیر متعدی بیماریوں میں بتدریج اضافہ ہورہا ہے جس کی ایک وجہ کافی ہے۔ یہ بتاتے ہوئے کہ انہوں نے یہ تحقیقی پروجیکٹ کیوں شروع کیا، نینسی نے کہا کہ ہائی بلڈ پریشر کے کچھ خطرے والے عوامل معلوم ہیں جب کہ کیفین کے استعمال پر ابھی تک زیادہ تحقیقات نہیں کی گئی ہیں۔

پلاسٹک کی بوتل میں پانی پینا بلڈ پریشر بڑھا سکتا ہے، تحقیق

نیٹ نیوز: ایک نئی تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ پلاسٹک کی بوتلوں سے پانی پینا بلڈ پریشر کو بڑھا سکتا ہے۔ ایک اور تحقیق کے مطابق شیشے کی بوتلوں میں موجود مائع میں بھی مائیکرو پلاسٹک پائے گئے ہیں اور ماہرین کا کہنا ہے کہ ان

ذرات کا بلند فشار خون سے تعلق رکھتا ہے جو قلبی مرض کے خطرات میں اضافے کا سبب ہوسکتا ہے۔ اور شیشے کی بوتلوں سے پانی سمیت تمام مائع کا استعمال بند کردیا اور دو ہفتوں تک صرف نلکے کا پانی۔ آسٹریا کی ڈنوبے پرائیوٹ یونیورسٹی کے محققین کا کہنا تھا کہ تحقیق سے نتیجہ اخذ کیا گیا کہ پلاسٹک بوتلوں میں موجود مشروبات سے اجتناب کرنا چاہیے۔ تحقیق کے نتائج میں پہلی بار بتایا گیا ہے کہ پلاسٹک کے استعمال میں کمی بلڈ پریشر کو کم کرسکتی ہے، جس کی ممکنہ وجہ خون میں پلاسٹک ذرات کی کمی ہوسکتی ہے جس سے قلبی صحت کو لاحق خطرات میں بھی کمی ہوسکتی ہے۔

SHOWBIZ شوبز

خواتین پر ظلم کرنیوالے مردوں کے ہاتھ پاؤں توڑ دیے جائیں، بشریٰ انصاری

ممبئی: پاکستانی شوبز انڈسٹری کی سینئر اداکارہ بشریٰ انصاری نے خواتین کے ساتھ جنسی زیادتی اور ظلم کرنے والے مردوں کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔ بشریٰ انصاری نے اپنے سوشل میڈیا پیغام میں ملتان میں شوہر کے ہاتھوں قتل ہونے والی ثانیہ زہرہ اور بھارتی شہر کولکتہ میں بہیمانہ زیادتی کے بعد قتل کی گئی خاتون ڈاکٹر سمیت دیگر واقعات پر بات کی۔ اداکارہ نے کہا کہ پاکستان اور بھارت میں خواتین، لڑکیاں اور چھوٹی بچیاں سب ہی غیر محفوظ ہیں، جنسی زیادتی اور خواتین پر ظلم وستم کے واقعات میں تیزی سے اضافہ ہو رہا

ہے۔ بشریٰ انصاری نے کہا کہ پاکستان اور بھارت میں مجرموں کو سزائیں نہیں دی جاتیں، اسی وجہ سے ان جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سینیئر اداکارہ نے شدید برہم ہوتے ہوئے مطالبہ کیا کہ جنسی زیادتی کرنے والے مردوں کی مردانگی کو ختم کیا جائے اور خواتین پر ظلم کرنے والے مردوں کے ہاتھ پاؤں توڑ کر انہیں زمین پر رینگنے کے لیے چھوڑ دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ جو مرد، خواتین کے چہروں پر تیزاب پھینکتے ہیں، ان مردوں کے چہروں کو بھی تیزاب سے جلایا جائے تاکہ جرائم میں کمی آئے۔

جنسی تشدد کیخلاف آواز اٹھانے پر ہراسانی کا نشانہ بنایا گیا، ملیکہ شیراوت

ممبئی: بھارتی اداکارہ ملیکہ شیراوت نے کہا کہ ماضی میں انہیں بھارتی معاشرے کو خواتین کیلئے قدامت پسند کہنے پر میڈیا کی جانب سے ہراسانی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ایک تازہ انٹرویو میں کولکتہ واقعہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے اداکارہ نے بتایا کہ یہاں تبدیلی کیلئے آواز اٹھانے والی خواتین کی مخالفت اکثر بااثر خواتین ہی کرتی ہیں۔ اداکارہ

نے اپنا ایک پرانا بیان دوبارہ شیئر کیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ بھارت خواتین کیلئے قدامت پسند ہے کیونکہ یہاں اتنے زیادہ ریپ کیسز سامنے آتے ہیں جو اخبارات کی سرخیاں بنتے ہیں۔ ملیکہ شیراوت نے اپنے انسٹاگرام پر اس کلپ کو شیئر کرتے ہوئے لکھا کہ اتنے سال پہلے یہ بیان دینے پر ان پر حملہ کیا گیا اور ہراساں کیا گیا تھا۔

مجھے ہاتھ مت لگا، ہیما مالنی اپنی خاتون مداح پر برس پڑیں

نئی دہلی: بھارتی میڈیا کے مطابق ہیما مالنی نے حال ہی میں ایک تقریب میں شرکت کی جہاں تقریب کے اختتام پر مداحوں نے اداکارہ کے ساتھ تصویریں بنوانے کے لیے انہیں گھیر لیا تھا۔ سوشل میڈیا پر وائرل ویڈیو میں دیکھا جا سکتا ہے کہ ایک خاتون مداح ہیما مالنی کے ساتھ تصویر بنوانے کے لیے جیسے ہی ان کے کندھے پر ہاتھ رکھنے کی کوشش کرتی ہیں تو اداکارہ تلخ لہجے میں مداح سے کہتی ہیں کہ مجھے ہاتھ نہیں لگائیں۔ ہیما مالنی کی جانب سے منع کرنے پر خاتون مداح اپنا ہاتھ پیچھے کر لیتی

ہیں۔ ویڈیو پر تبصرے کرتے ہوئے سوشل میڈیا صارفین نے اداکارہ پر سخت تنقید کی ہے۔

استاد نصرت فتح علی خان کو مداحوں سے بچھڑے 27 برس بیت گئے

لاہور: موسیقی کے بے تاج بادشاہ استاد نصرت فتح علی خان کو اپنے مداحوں سے جدا ہوئے 27 برس بیت گئے۔ نامور موسیقار نصرت فتح علی خان نے اپنے طویل کیریئر کے دوران عارفانہ کلام، گیتوں، غزلوں اور قوالیوں سے دنیا کو اپنا گرویدہ بنائے رکھا، فنی خدمات پر صدارتی ایوارڈ سمیت متعدد ملکی اور عالمی اعزازات سے بھی نوازا گیا۔ شہنشاہ قوالی نے فیصل آباد کے ایک قوال گھرانے میں 13 اکتوبر 1948 کو آنکھ کھولی، 16 سال کی عمر میں قوالی کا فن سیکھا، قوالی کے ساتھ غزلیں، کلاسیکل اور صوفی گیت بھی گائے۔ نصرت فتح علی خان صوفیانہ کلام کو اس مہارت سے گاتے تھے کہ سننے والوں پر وجد طاری ہو جاتی۔ ان کی قوالی دم مست قلندر علی علی کو عالمی مقبولیت حاصل ہے۔ میری زندگی ہے تو، کسی دا یار نا وچھڑے، تم اک گورکھ دھندا ہو، یہ جو ہلکا ہلکا سرور ہے، اللہ ھو اور وہی خدا ہے سمیت کئی قوالیاں آج بھی عظیم گلوکار کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ نصرت فتح علی خاں کی قوالی کے 125 سے زائد آڈیو البم جاری ہوئے، ان کا

نام گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں بھی شامل ہے، انہیں پرائیڈ آف پرفارمنس سمیت متعدد ملکی اور عالمی ایوارڈز سے بھی نوازا گیا۔ نصرت فتح علی خان 16 اگست 1997 کو اس دار فانی سے رخصت ہو گئے لیکن وہ اپنے پرستاروں کے دلوں میں آج بھی زندہ ہیں۔

احمد فراز

اس سے پہلے کہ بے وفا ہو جائیں
کیوں نہ اے دوست ہم جدا ہو جائیں
تو بھی ہیرے سے بن گیا پتھر
ہم بھی کل جانے کیا سے کیا ہو جائیں
تو کہ یکتا تھا بے شمار ہوا
ہم بھی ٹوٹیں تو جا بجا ہو جائیں
ہم بھی مجبوریوں کا عذر کریں
پھر کہیں اور مبتلا ہو جائیں
ہم اگر منزلیں نہ بن پائے
منزلوں تک کا راستا ہو جائیں

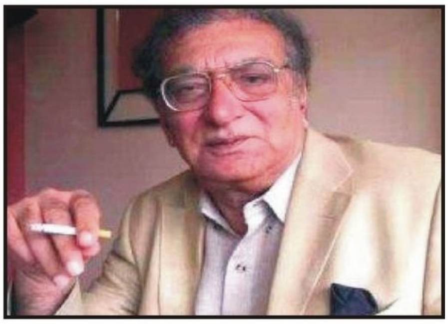

دیر سے سوچ میں ہیں پروانے
راکھ ہو جائیں یا ہوا ہو جائیں
عشق بھی کھیل ہے نصیبوں کا
خاک ہو جائیں کیمیا ہو جائیں
اب کے گر تو ملے تو ہم تجھ سے
ایسے لپٹیں تری قبا ہو جائیں
بندگی ہم نے چھوڑ دی ہے فراز
کیا کریں لوگ جب خدا ہو جائیں

انتخاب: عابد حسین

پروین شاکر

قریۂ جاں میں کوئی پھول کھلانے آئے
وہ مرے دل پہ نیا زخم لگانے آئے
میرے ویران دریچوں میں بھی خوشبو جاگے
وہ مرے گھر کے در و بام سجانے آئے
اس سے اک بار تو روٹھوں میں اسی کی مانند
اور مری طرح سے وہ مجھ کو منانے آئے
اسی کوچے میں کئی اس کے شناسا بھی تو ہیں

وہ کسی اور سے ملنے کے بہانے آئے
اب نہ پوچھوں گی میں کھوئے ہوئے خوابوں کا پتہ
وہ اگر آئے تو کچھ بھی نہ بتانے آئے
ضبط کی شہر پناہوں کی مرے مالک خیر
غم کا سیلاب اگر مجھ کو بہانے آئے

انتخاب: نازیہ بتول

حضرت بیدم شاہ وارثی

ہو کے روپوش نہ دِل توڑ تمنائی کا
حوصلہ پست نہ کر اپنے تو شیدائی کا
نِت نئے روپ میں تجھے دیکھا جس جا دیکھا
کیا ٹھکانہ ھے رخِ یار کی زیبائی کا

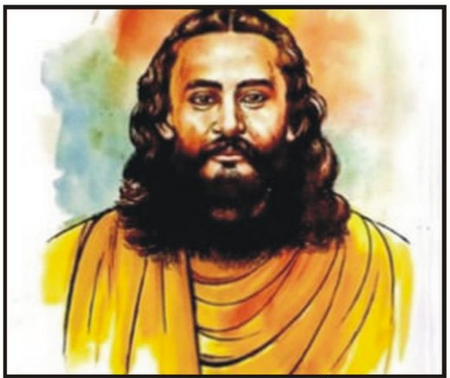

کبھی مسجد، کبھی مندر، کبھی دِل میں مقیم
کیا پتا پائے کوئی اس بتِ ہرجائی کا
ہم نے باندھا ھے تیرے عشق میں احرام جنوں
ہم بھی دیکھیں گے تماشہ تیری لیلائی کا
رات کٹتی نہیں اے چاند یہ ان سے کہنا
دِن گزرتا ھے تڑپ کر تیرے سودائی کا
جیتے جی سر نہ اٹھے یار کے در سے بیدم
یہ مزہ ھے اِسی چوکھٹ پہ جبیں سائی کا

انتخاب: مسکان صدف

امجد اسلام امجد

جو اتر کے زینۂ شام سے، تری چشمِ تر میں سما گئے
وہی جلتے بجھتے چراغ سے، مرے بام و در کو سجا گئے
یہ جو عاشقی کا ہے سلسلہ، ہے یہ اصل میں کوئی معجزہ
کہ جو لفظ میرے گماں میں تھے، وہ تری زبان پہ آ گئے
وہ جو گیت تم نے سنا نہیں، مری عمر بھر کا ریاض تھا
مرے درد کی تھی وہ داستاں، جسے تم ہنسی میں اڑا گئے

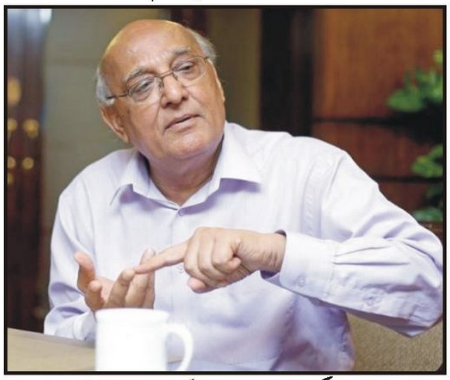

وہ چراغِ جاں، کبھی جس کی لو، نہ کسی ہوا سے نگوں ہوئی
تری بے وفائی کے وسوسے، اسے چپکے چپکے بجھا گئے
وہ تھا چاند شامِ وصال کا، کہ تھا روپ تیرے جمال کا
مری روح سے مری آنکھ تک، کسی روشنی میں نہا گئے
یہ جو بندگانِ نیاز ہیں، یہ تمام ہیں وہی لشکری
جنھیں زندگی نے اماں نہ دی، تو ترے حضور میں آ گئے
تری بے رخی کے دیار میں، میں ہوا کے ساتھ ہوا ہوا
ترے آئنے کی تلاش میں، مرے خواب چہرا گنوا گئے
ترے وسوسوں کے فشار میں، ترا شہرِ رنگ اجڑ گیا
مری خواہشوں کے غبار میں، مرے ماہ و سالِ وفا گئے
وہ عجیب پھول سے لفظ تھے، ترے ہونٹ جن سے مہک اٹھے
مرے دشتِ خواب میں دور تک، کوئی باغ جیسے لگا گئے
مری عمر سے نہ سمٹ سکے، مرے دل میں اتنے سوال تھے
ترے پاس جتنے جواب تھے، تری اِک نگاہ میں آ گئے

انتخاب: شازیہ فخر

سپورٹس

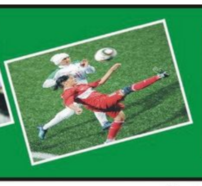

مکسڈ مارشل آرٹس ایشین چیمپئن شپ؛ پاکستانی فائٹر بانو بٹ نے گولڈ میڈل جیت لیا

نیٹ نیوز: مکسڈ مارشل آرٹس ایشین چیمپئن شپ کے ویمنز فائنل مقابلوں میں پاکستانی فائٹر بانو بٹ نے گولڈ میڈل جیت لیا۔ پاکستانی فائٹر بانو بٹ نیسیمیر ایٹم

ویٹ کی 47.6 کلوگرام کیٹگری میں قازقستان کی فائٹر گلناز کو شکست دی، پاکستان کی جانب سے اب تک واحد گولڈ میڈل بانو بٹ نے جیتا ہے، سیمی فائنل میں بانو نے بھارتی حریف کو شکست دیکر فائنل میں جگہ بنائی تھی۔

گولڈ میڈل جیتنے والی آسٹریلوی اتھلیٹ اریسا ٹریو کی والدین سے انوکھی فرمائش

نیٹ نیوز: پیرس اولمپکس میں آسٹریلیا کو اسکیٹ بورڈنگ مقابلے میں گولڈ میڈل جتوانے والی اتھلیٹ نے والدین سے انوکھی فرمائش کرڈالی۔ آسٹریلیا سے تعلق رکھنے والی اسکیٹ بورڈر 14 سالہ اریسا ٹریو نے 7 اگست کو تاریخ رقم کرتے ہوئے سونے کا تمغہ جیتنے والی سب سے کم عمر آسٹریلوی ایتھلیٹ ہونے کا اعزاز

حاصل کیا۔ گولڈ میڈل جیتنے کے بعد ہونے والی پریس کانفرنس میں اریسا ٹریو نے بتایا کہ ان کے والدین نے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ گولڈ میڈل جیتی تو اسے تحفے میں پالتو بطخ دی جائے گی۔ اریسا ٹریو کا کہنا تھا کہ بطخیں بہت پیاری ہوتی ہیں اور میں ایک بطخ پالنا چاہتی ہوں، والدین مجھے کتا یا بلی کبھی پالنے نہیں دیں گے کیونکہ ہم لوگ آج کل بہت سفر کر رہے ہیں لیکن مجھے لگتا ہے کہ بطخ پالنا آسان ہوگی، پتا نہیں کیوں مجھے بطخ ہی چاہیے۔ واضح رہے کہ اریسا ٹریو نے خواتین کے اسکیٹ بورڈنگ مقابلے کے فائنل میں 93.18 اسکور کرتے ہوئے سونے کا تمغہ جیتا۔

اولمپکس، گولڈ میڈل جیتنے کے بعد ارشد ندیم کی مقبولیت میں غیر معمولی اضافہ

نیٹ نیوز: پیرس اولمپکس کے جیولین تھرو ایونٹ میں گولڈ میڈل جیتنے والے پاکستانی اولمپیئن ارشد ندیم کی مقبولیت میں اضافہ ہونے لگا، چند گھنٹوں میں لاکھوں فالوورز بڑھ گئے۔ گولڈ میڈل جیت کر پوری قوم کا سر فخر سے بلند کرنے والے ارشد ندیم کی تاریخی کامیابی کے بعد ان کے آفیشل انسٹاگرام ہینڈل کے فالوورز کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ جیولین تھرو کے فائنل

سے قبل ارشد ندیم کے انسٹاگرام ہینڈل پر فالوورز کی تعداد ایک لاکھ 44 ہزار تھی لیکن جیسے ہی گزشتہ شب ارشد ندیم کے اولمپک ریکارڈ اور گولڈ میڈل جیتنے کی خبر سامنے آئی تو ان کے فالوورز کی تعداد بڑھنے لگی۔ ارشد ندیم کے انسٹاگرام فالوورز کی تعداد میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کا اضافہ ہوا ہے، انہیں انسٹاگرام پر چار لاکھ سے زائد صارفین نے فالو کرلیا ہے۔ سوشل میڈیا پر ارشد ندیم کو فالو کرنے کا سلسلہ جاری ہے اور ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ان کے فالوورز کی تعداد میں اضافہ دیکھنے کو مل رہا ہے۔ واضح رہے کہ پاکستان 32 سال بعد اولمپک میں کوئی بھی میڈل جیتنے میں کامیاب ہوا ہے، انہوں نے 92.97 میٹر تھرو کی جو اولمپکس کی تاریخ کی اب تک سب سے بڑی تھرو ہے۔

الجزائر سے تعلق رکھنے والی باکسر؛ ایمان خلیف نے بھی خواتین باکسنگ مقابلوں میں گولڈ میڈل جیت لیا

نیٹ نیوز: پیرس اولمپکس میں الجزائر سے تعلق رکھنے والی باکسر ایمان خلیف نے بھی خواتین باکسنگ

مقابلوں میں گولڈ میڈل اپنے نام کرلیا۔ پیرس اولمپکس کے ویمن باکسنگ 66 کلوگرام کیٹیگری کے فائنل مقابلے میں ایمان خلیف نے چین کی حریف کھلاڑی یینگ لیو ننگ کو 5-0 پوائنٹس سے یکطرفہ مقابلے میں شکست دی۔ مقابلوں کے دوران خاتون اولمپیئن ایمان خلیف پر کئی اداروں سمیت مغربی میڈیا نے منفی پروپیگنڈا کیا تاہم انہوں نے اپنی کارکردگی سے ناقدین کو بھرپور جواب دیا۔ ایونٹ کے پہلے راؤنڈ میں اٹالین باکسر انجلا کیرینی نے صرف 46 سیکنڈز کے بعد ہی ایمان خلیف سے لڑنے سے انکار کردیا تھا جس کے بعد ایمان خلیف نے نہ صرف تمام فائٹس جیتیں بلکہ فیصلہ کن معرکے میں بھی کامیابی حاصل کی۔ الجزائر پیرس اولمپکس میں 2 گولڈ میڈل حاصل کرچکا ہے۔ کارینی نے انکشاف کیا کہ ایمان خلیف کے مکے ان کے پورے کیریئر میں کھائے مکوں سے زیادہ سخت اور مشکل تھے جبکہ اس موقع پر اطالوی باکسر نے خلیف سے مصافحہ نہیں کیا اور انکی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہوگیا تھا۔

خصوصی رپورٹس

پنجاب کی جیلوں میں قیدی بچوں کو ہنر مند بنانے پر کام کا آغاز

لاہور: وزیراعلی پنجاب کے جیل ریفارمز وژن کے تحت محکمہ داخلہ پنجاب نے جیلوں میں نوعمر اسیران کی ٹیکنیکل تربیت شروع کر دی ہے۔ ترجمان محکمہ داخلہ پنجاب کے مطابق تربیت کا آغاز ہنر منداسیر پروگرام کے تحت کیا گیا ہے۔ اسیران کو ایل ای ڈی بلب، ایس ایم ڈی سیلنگ لائٹ اور استری کی تیاری و مرمت کی تربیت دی جارہی ہے۔ پنجاب کی جیلوں میں 15 ہزار ایل ای ڈی بلب نصب ہیں جبکہ 2 ہزار سے زائد ایل

ای ڈی بلب ہر ماہ خرابی کے باعث تبدیل کیے جاتے ہیں۔ تربیت یافتہ قیدی خراب ایل ای ڈی بلبوں کی مرمت سے تجربہ حاصل کر رہے ہیں۔ ہر ماہ لاکھوں روپے کی بچت کے ساتھ قیدیوں کو مفید شہری بنانے میں مدد ملے گی اور نوجوان قیدی رہائی کے بعد معاشرے میں باعزت رزق کما سکیں گے۔ ماہرین کی زیرنگرانی تربیت کا آغاز ڈسٹرکٹ جیل لاہور سے کیا گیا۔

پنجاب؛ زراعت اور تعمیراتی شعبے میں چائلڈ لیبر ختم کرنے کیلیے تجاویز مرتب

لاہور: زراعت اور تعمیراتی شعبے میں چائلڈ لیبر ختم کرنے کے سلسلے میں لیبر ڈیپارٹمنٹ اور لیبر کورٹس کا دائرہ کار بڑھانے کے لیے تجاویز مرتب کر لی گئیں جو منظوری کے لیے صوبائی کابینہ کو بھیجی جائیں گی۔ قومی کمیشن برائے انسانی حقوق ممبر پنجاب ندیم اشرف، ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر پنجاب محمد شاہد، بچوں کے حقوق کے لیے سرگرم اور تقریب کے میزبان سرچ فار جسٹس کے سربراہ افتخار مبارک اور 18 اضلاع میں کام کرنے والی

این جی اوز کے اتحاد چلڈرن ایڈوکسی نیٹ ورک کی ترجمان راشدہ قریشی سمیت دیگر نے لاہور کے مقامی ہوٹل میں چائلڈ لیبر پالیسی پر مشاورتی سیشن کا انعقاد کیا۔ بچوں کے حقوق کے لیے سرگرم کارکنوں کا کہنا ہے کہ چائلڈ لیبر میں کمی اور بچوں کا تحفظ یقینی بنانے کے لیے ایک جامع اور سیاسی طور پر حمایت یافتہ پالیسی کی ضرورت ہے۔ ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر پنجاب محمد شاہد نے کہا کہ پنجاب میں سب سے زیادہ لیبر زراعت، لائیو اسٹاک اور تعمیراتی شعبے میں ہے لیکن ان شعبوں میں چائلڈ لیبر کی مانیٹرنگ، کارروائی کے لیے لیبر ڈیپارٹمنٹ کے پاس اختیار نہیں ہے۔ انہوں نے بتایا کہ زراعت اور تعمیراتی شعبوں میں چائلڈ لیبر کے خلاف کارروائی کو قانون کا حصہ بنانے کے لیے لیبر پالیسی میں تجاویز مرتب کی گئی ہیں جن کی منظوری صوبائی کابینہ دے گی۔

لیڈرز کلب کے ”ہر ہیلتھ“ اقدام اور ”شاہ رح ٹیکنالوجیز“ کا کاروباری خواتین کو بااختیار بنانے کے لیے اشتراک

رپورٹ: ارفع عاربی

کاروباری خواتین کو بااختیار بنانے کے لیے ایک اہم قدم کے طور پر، لیڈرز کلب کے ہر ہیلتھ اقدام نے شاہ رح ٹیکنالوجیز کے ساتھ شراکت داری کی ہے اور ایک مفاہمت کی یادداشت (ایم او یو) پر دستخط کیے ہیں۔ یہ اسٹریٹجک شراکت داری ہر مارکیٹ پلیس ایونٹ کے اثر کو بڑھانے پر مرکوز ہے، جو خواتین کی قیادت والے کاروبار کو فروغ دینے کے لیے ایک پلیٹ فارم کے طور پر کام کرتی ہے۔ اس ایم او یو کا بنیادی مقصد ہر ہیلتھ اور شاہ رح ٹیکنالوجیز کے درمیان تعاون کو فروغ دینا ہے تاکہ ہر مارکیٹ پلیس ایونٹ کی کامیاب تشہیر کو یقینی بنایا جاسکے۔ اس تعاون کے تحت کئی کلیدی شعبوں کا احاطہ کیا جائے گا، جن میں باقاعدہ سوشل میڈیا فیچرز، جامع ایونٹ کوریج، اور میڈیا کے روابط اور معاونت شامل ہیں۔ شاہ رح ٹیکنالوجیز اپنی وسیع ڈیجیٹل موجودگی کے ساتھ، سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر باقاعدگی سے ایونٹ کی تشہیر کرے گا۔ تاکہ ایونٹ وسیع تر سامعین تک پہنچ سکے۔ شاہ رح ٹیکنالوجیز اپنے مضبوط میڈیا روابط کا استعمال کرتے ہوئے میڈیا شراکت داریوں اور کوریج کے حصول میں

بھی مدد کرے گا، جس سے ایونٹ کی رسائی اور اثر میں اضافہ ہوگا۔ ہر ہیلتھ اقدام کی سی ای او ثنا خان نے اس تعاون پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ شراکت کاروباری خواتین کی مدد اور ان کو بااختیار بنانے کے مشن کی طرف ایک اہم قدم ہے۔ شاہ رح ٹیکنالوجیز کے سی ای او حامد سعید نے لیڈرز کلب کے ہر ہیلتھ اقدام کے ساتھ ایم او یو کے بارے میں اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میڈیا کی معاونت اور ڈیجیٹل مارکیٹنگ کی مہارت فراہم کرکے، شاہ رح ٹیکنالوجیز کاروباری خواتین کی آواز کو مزید بلند کرنے اور ان کی کامیابی میں حصہ ڈالنے کی امید رکھتی ہے۔

یوٹیلیٹی سٹورز کو بند کرنیکا فیصلہ واپس لیا جائے

مکرمی! آئی ایم ایف کے ایما پر یوٹیلیٹی سٹورز بند کرنا صرف بائیسہزار ملازمین کا معاشی قتل کرنا ہی نہیں بلکہ لاکھوں غریب عوام کے منہ سے روٹی کا نوالہ چھیننا کرنے کے

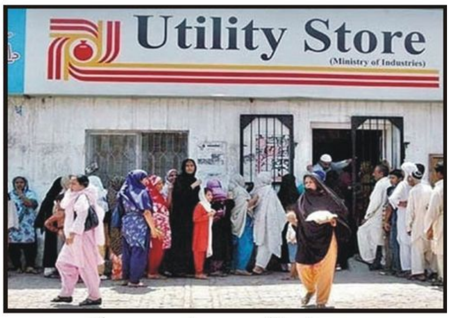

مترادف ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے وہ کم ہے امن پنجاب رکشہ ڈرائیور یونین یوٹیلیٹی سٹورز بند کرنے کے فیصلے کو مکمل طور پر مسترد کرتی ہے اور مطالبہ کرتے ہیں کہ یوٹیلیٹی سٹورز کو بند کرنے کا فیصلہ واپس لیا جائے کیونکہ یوٹیلیٹی سٹورز کی وجہ سے بالخصوص محنت کش مزدور پیشہ طبقہ مستفید ہو رہے تھے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یوٹیلیٹی سٹورز کو بند کرنے کی بجائے مزید سبسڈی دی جاتی کیونکہ بڑھتی ہوئی مہنگائی اور معاشی بدحالی کی وجہ سے غریب محنت کش طبقہ مزدور، غریب رکشہ ڈرائیورز کو جو سہولت میسر ہو رہی تھی وہ چھین لی گئی غریب عوام پہلے ہی بھاری بھرکم بجلی کے بلوں گیس اور پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ سبزیوں اور اشیائے خوردونوش وصرف کی قیمتوں میں بیش بہا اضافے کے باعث شدید پریشانی سے دوچار ہیں یوٹیلیٹی سٹورز کے بند کرنے کے اقدام سے مزید بے روزگاری کا سیلاب آئے گا پہلے ہی خوفناک بے روزگاری کی وجہ سے آج نوجوان خودکشیوں پر مجبور ہو رہے ہیں کیونکہ بجلی کے بھاری بھرکم بلوں کی وجہ سے صنعتیں، فیکٹریاں، کارخانے، ملے بند ہونے کی وجہ سے روزانہ کی سے بنیاد پر محنت کش مزدور طبقہ بے روزگار ہو رہا ہے اس لیے مزید بے روزگاری کا سلسلہ بند کیا جائے۔

محمد سعید، مرکزی صدر پنجاب رکشہ ڈرائیور یونین

ایمپلائز اولڈ ایج بینیفٹس (EOBI) کے پینشنرز کی پینشن میں اضافہ کیا جائے

مکرمی! ایمپلائز اولڈ ایج بینیفٹس (EOBI) کے پینشنرز کی موجودہ پینشن کم از کم دس ہزار روپے مقرر ہے جو کہ موجودہ مہنگاء کے حساب سے بہت کم ہے جس کو کم از کم پندرہ ہزار تک ہونا چاہیے پینشن میں اضافے کا مطالبہ ان افراد کے لیے اہم ہے جو اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ کام کرنے کے بعد ریٹائر ہو چکے ہیں اور اپنی روزمرہ کی ضروریات پوری کرنے کے لیے اس پینشن پر انحصار کرتے ہیں۔ پاکستان میں بڑھتی ہوئی مہنگائی اور معاشی مسائل کے پیش نظر، EOBI کے پینشنرز کا یہ مطالبہ جائز اور ضروری ہے کہ ان کی پینشن میں مناسب اضافہ کیا جائے تاکہ وہ اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کر سکیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ EOBI پینشن کی موجودہ صورتحال کا جائزہ لے اور پینشن کی مقدار میں مہنگائی کے تناسب سے اضافہ کرے تاکہ ریٹائرڈ ملازمین کی زندگی کو سہارا مل سکے۔

عبدالعزیز، سابق ملازم ایچ ایم سی ٹیکسلا

پاکستانیت کا فروغ کیوں نہیں؟

مکرمی! پاکستان کی موجودہ صورت حال کے پیش نظر پاکستانیت کو فروغ دینا ہی سب سے اہم عمل ہے، لیکن دیکھا گیا ہے کہ صرف پاک فوج ہی سرزمین پاکستان سے جذبہ محبت کو عام کرنے میں مصروف نظر آتی ہے جبکہ یہ پوری پاکستانی قوم اور حکومت کی بھی ذمہ داری ہے۔ پہلے بھی ملی نغمے بھی ذوق وشوق سے تیار کیے جاتے تھے، مگر اب صرف آئی ایس پی آر کی جانب سے ملی نغمے ریلیز کیے جاتے ہیں، جنہیں عوام میں بے پناہ

مقبولیت ملنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس وقت پاک فوج ہی پاکستانیت کے فروغ کے لیے کوشاں ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ ساری ذمہ داری فوج کی ہے؟ سول حکومت اپنے کارناموں پر عوام سے ستائش حاصل کرنے کے لیے اشتہارات دے سکتی ہے تو پاکستانیت کو عام کرنے کے لیے کوئی اقدام کیوں نہیں اٹھا سکتی؟ اس کے علاوہ عوام کو بھی اس عمل میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

تحسین عباس، لاہور

عورت کا عملی زندگی میں کردار

مکرمی! پاکستان کی کل آبادی میں تقریباً 52 فیصد خواتین ہیں، اس لیے کسی بھی شعبہ زندگی میں خواتین کے کردار کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ بلاشبہ پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے مگر ہمارے ملک میں ٹیلنٹ کی کوئی کمی

نہیں ہے۔ اگر خواتین کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی جائے اور انہیں محکموں میں مردوں کے برابر جگہ دی جائے تو ہر ادارے میں بہتری دیکھنے کو ملے گی۔ تاریخ گواہ ہے کہ یہاں پر بیشتر ایسی خواتین ہیں کہ جنہیں جب سہولیات اور مواقع ملے تو انہوں نے پوری دنیا میں پاکستان کا نام روشن کیا۔ مستقبل میں بھی پاکستانی خواتین مختلف شعبوں میں اپنی قابلیت اور صلاحیتوں کا لوہا منوا سکتی ہیں۔

ربیعہ وصی، کراچی

انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر ایک نظر

مختلف اخبارات میں شائع ہونیوالی خبروں اور ہیومن رائٹس واچ کے رپورٹرز اور نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹس کے مطابق گزشتہ ماہ کے دوران ہونیوالی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی درج ذیل تفصیلات دی جا رہی ہیں

بیوی پر تشدد کرنیوالا شوہر اور سسرالی گرفتار

لاہور: لاہور میں بیوی پر تشدد کرنے والے شوہر اور سسرالیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ ترجمان سیف سیٹیز کے مطابق لاہور کے علاقے ملت پارک سے خاتون پر تشدد کی کال موصول ہوئی۔ شوہر اور سسرالیوں کے تشدد سے خاتون کے

سر پر شدید چوٹ آئی اور وہ بیہوش ہو گئیں۔ ترجمان کے مطابق ورچوئل ویمن پولیس اسٹیشن نے پولیس کو موقع پر روانہ کیا اور خاتون کو اسپتال منتقل کروایا۔ تشدد کا شکار خاتون کے شوہر اور شوہر کے بھائی کو گرفتار کر لیا گیا۔

گھریلو ناچاقی پر شوہر نے بیوی کو قتل کر دیا

لاہور: برکی کے علاقے میں گھریلو ناچاقی پر شوہر نے فائرنگ کر کے بیوی کو قتل کر دیا۔ پولیس کے مطابق آفتاب نامی شخص نے گھریلو ناچاقی کی وجہ سے 34 سالہ بیوی صوبیہ کو قتل کر دیا۔ خاتون کو سینے پر گولی لگی، جسے اسپتال منتقل کیا گیا، تاہم وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی۔ پولیس نے شوہر کو گرفتار کر لیا۔

بیوی پر تشدد کرنے والا شوہر گرفتار بیٹی کی انگلیوں پر بھی چھری سے وار

میانوالی: بیوی پر تشدد کرنے والے شوہر کو پولیس نے گرفتار کر لیا، ملزم نے اپنی بیٹی کی انگلیوں پر بھی چھری سے وار کیے۔ ترجمان سیف سٹیز کے مطابق شوہر کے تشدد کا شکار خاتون کی ورچوئل ویمن پولیس اسٹیشن کے ذریعے فوری امداد کی گئی اور بیوی پر تشدد کرنے والے شخص کو گرفتار کر لیا گیا۔ ابتدائی معلومات کے مطابق خاتون کا شوہر آئس کے نشہ کا عادی ہے۔ کالر نے بتایا کہ خاتون کے شوہر نے چھری کے وار سے اپنی بیٹی کی انگلیاں بھی زخمی کر دی ہیں ا۔ میانوالی پولیس نے ملزم کے خلاف قانونی کارروائی کا آغاز کر دیا ہے۔

مختلف علاقوں میں 2 خواتین کا لرزہ خیز قتل

لاہور: شہر کے مختلف علاقوں میں 2 خواتین کو لرزہ خیز انداز میں قتل کر دیا گیا۔ پولیس ذرائع کے مطابق ڈیفنس اور فیکٹری ایریا میں 2 خواتین کو قتل کرنے کے واقعات رپورٹ ہوئے ہیں۔ ڈیفنس سی میں 29 سالہ امبرین کو قتل کر دیا گیا اور قتل کرنے کے بعد لاش کو پنکھے کے ساتھ لٹکا دیا گیا۔ دوسرے واقعے میں فیکٹری ایریا کے علاقے میں نبیلہ کو تیز دھار آلے سے قتل کر دیا گیا۔

بہنوئی کے ہاتھوں غیرت کے نام پر سالی اور اسکا کرایہ دار قتل

کراچی: بلدیہ جنگل اسکول رانا گراونڈ کے قریب بہنوئی نے غیرت کے نام پر سالی اور اس کے کرایے دار کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ ایس ایچ او اتحاد ٹاون راو شبیر

کے مطابق مقتولہ کی شناخت 32 سالہ سونیا زوجہ تنویر جب کہ مقتول کو 38 سالہ محمد ارشاد ولد لال داد شاہ کے نام سے شناخت کیا گیا۔ ابتدائی تحقیقات کے مطابق فائرنگ کا واقعہ غیرت کے نام پر پیش آیا ہے، جس میں مقتولہ سونیا کے بہنوئی مصطفیٰ نے فائرنگ کی تھی۔ مقتولہ سونیا کا شوہر ملازمت کے سلسلے میں بیرون مقیم ہے جب کہ مقتول ارشاد مقتولہ کا کرایے دار تھا اور ان کے درمیان ناجائز تعلقات تھے۔ ملزم نے دونوں کو فائرنگ کا نشانہ بنایا اور موقع سے فرار ہو گیا۔

بیوی کو زہر دے کر قتل کرنے کی کوشش کرنے والا شوہر گرفتار

ڈیرہ غازی خان: ڈیرہ غازی خان میں پولیس نے بیوی کو زہر دے کر قتل کرنے کی کوشش کرنے والے شوہر کو گرفتار کر لیا۔ ورچوئل ویمن پولیس اسٹیشن میں خاتین کو زہر دینے کی کال موصول ہوئی۔ خاتون کے مطابق شوہر نے دھوکے سے اسے زہر پلا دیا ہے جس پر ورچوئل ویمن پولیس اسٹیشن نے فوری طور پر ریسکیو اور پولیس کو موقع پر روانہ کیا۔ پولیس اور ریسکیو نے خاتون کو بروقت اسپتال منتقل کیا اور فوری طبی امداد کی فراہمی پر خاتون کو بچا لیا گیا۔ ترجمان سیف سٹیز کے مطابق ڈی جی خان پولیس نے شوہر کو گرفتار کر لیا۔

سوتیلی بیٹی کیساتھ ایک سال سے زیادتی کرنے والا بدبخت گرفتار

لاہور: سوتیلا باپ ایک سال سے اپنی 14 سالہ سوتیلی بیٹی علشبا کے ساتھ زیادتی کرتا رہا۔ پولیس کے مطابق بچی علشبا ہنجروال کے علاقے میں کسی کے گھر میں کام کرتی ہے اور وہیں رہتی ہے۔ پولیس کے مطابق بچی جب بھی اپنے گھر جاتی تو سوتیلا والد موقع پاتے ہی زیادتی کا نشانہ بناتا اور کسی کو بتانے کی صورت میں بچی اور اس کی والدہ کو قتل کرنے کی دھمکیاں دیتا۔ حال ہی میں والدہ اپنی بیٹی علشبا کو کام والے گھر سے اپنے گھر لے جانے پہنچی تو بچی نے انکار کر دیا، والدہ کے اصرار کرنے اور وجہ پوچھنے

پر بچی نے زیادتی کے متعلق بتایا۔ پولیس نے والدہ کی درخواست پر ملزم شاہد کیخلاف تھانہ چوہنگ میں مقدمہ درج کر کے اسے جینڈ ریسل کے حوالے کر دیا۔

نوکری دلوانے کے بہانے خاتون سے زیادتی کی کوشش، ملزم گرفتار

لاہور: تفصیلات کے مطابق 5 اگست کو متاثرہ خاتون انیتا ملزم کے ساتھ فیکٹری نوکری کا پتہ کرنے گئی لیکن ملزم رضوان نے خاتون کو بچوں کا خرچہ دینے کے

بہانے گھر لا کر زیادتی کرنے کی کوشش کی۔ خاتون کے شور کرنے پر ملزم نے خاتون پر تشدد کیا اور جان سے مارنے کی دھمکیاں دے کر زیادتی کے لیے مجبور کرتا رہا۔ خاتون کے شوہر کے اچانک آ جانے پر ملزم موقع سے فرار ہو گیا تاہم پولیس نے ٹریس کر کے گرفتار کر لیا۔

بہو سے زیادتی کی کوشش کرنیوالا سسر گرفتار

لاہور میں بہو سے زیادتی کی کوشش کرنے والے سسر کو گرفتار کر لیا گیا۔ ایس پی ماڈل ٹاؤن کے مطابق متاثرہ خاتون کوثر سے ملزم حنیف کے بیٹے کی 10 سال قبل شادی ہوئی تھی اور ان کے 2 بچے ہیں۔ خاتون کا سسر بیٹے کی غیر موجودگی میں بہو سے زیادتی کی کوشش کرتا تھا۔ ملزم گزشتہ کئی ماہ سے خاتون کو پریشان کر رہا تھا۔ خاتون کی درخواست کے بعد کوٹ لکھپت پولیس نے کارروائی کرتے ہوئے ملزم کو گرفتار کر لیا۔

طالبہ سے زیادتی کے ملزم اسکول ٹیچر کی ضمانت خارج

لاہور ہائیکورٹ نے طالبہ سے زیادتی کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل کرنے کے ملزم ناصر لطیف کی درخواست ضمانت خارج کر دی۔ جسٹس شکیل احمد نے درخواست کی سماعت کی۔ مدعی کے وکیل نے بتایا کہ ایف آئی اے سائبر کرائم اور تھانہ ریٹالہ خورد نے مقدمہ درج کیا، اسکول ٹیچر ایک سال تک بچی کو زیادتی کا نشانہ بناتا رہا، متاثرہ لڑکی نے اسکول چھوڑنے سے انکار کیا تو مبینہ ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل کر دی۔ ملزم کے وکیل نے دلائل دیئے کہ ایف آئی اے نے سوا دو سال بعد مقدمے کا چالان عدالت میں پیش کیا، ملزم دو سال سے جیل میں ہے اسکو ضمانت پر رہا کیا جائے۔ عدالت نے دلائل سننے کے بعد ضمانت بعد از گرفتاری کی درخواست مسترد کر دی۔

ورچوئل سینٹر فار چائلڈ سیفٹی نے چھینی گئی نومولود بچی ماں کو واپس دلوادی

لاہور: ورچوئل سینٹر فار چائلڈ سیفٹی نے چھینی گئی نومولود بچی ماں کو واپس دلوادی۔ ترجمان سیف سٹیز کے مطابق سسرالیوں کی جانب سے بچی پیدا ہوتے ہی ماں سے چھین لی گئی، جس پر ملتان روڈ نواز شریف اسپتال سے ورچوئل چائلڈ سیفٹی سینٹر میں بچی چھننے کی کال موصول ہوتے ہی پولیس کو موقع پر روانہ کیا گیا۔ ابتدائی معلومات کے مطابق متاثرہ خاتون کے سسرال والوں نے تشدد کر کے اسے گھر سے نکال دیا تھا اور ڈلیوری کے بعد اسپتال سے نومولود بچی کو چھین کر فرار ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ ورچوئل سینٹر فار چائلڈ سیفٹی اور پولیس نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے متاثرہ خاتون کو بچی واپس دلوادی۔

ورغلا کر لے جائی گئی 13 سالہ بچی بازیاب

لاہور: صوبائی دارالحکومت سے ورغلا کر سیالکوٹ لے جائی گئی 13 سالہ بچی کو بازیاب کروالیا گیا جبکہ ملزم فرار ہو گیا۔ اسلام پورہ چوکی اکرم پارک پولیس نے کامیاب کارروائی کرتے ہوئے اغوا کے مقدمے میں مطلوب بچی 13 سالہ زینب کو تلاش کر لیا۔ بچی گھر سے سودا سلف لینے نکلی تھی اور لاپتا ہو گئی۔ ایس پی سٹی کیپٹن ریٹائرڈ قاضی علی رضا کے مطابق نامعلوم ملزم بچی کو ورغلا کر اپنے ساتھ سیالکوٹ لے گیا تھا، جہاں وہ پولیس کے پہنچنے پر بچی کو چھوڑ کر موقع سے فرار ہو گیا۔

عمر رسیدہ خاتون پر تشدد کرنے والا پولیس اہلکار نوکری سے فارغ

پشاور: وزیراعلی خیبر پختونخوا کے حکم پر توڑ دھیر میں خاتون پر تشدد کرنے والے پولیس اہلکار کو نوکری سے فارغ کر دیا گیا۔ چند روز قبل صوابی کے علاقے توڑ دھیر میں ویڈیو وائرل ہوئی تھی۔ وائرل ویڈیو میں دیکھا گیا کہ پولیس اہلکار عمر رسیدہ خاتون کو لاتیں مارتا اور تشدد کرتا ہے جبکہ افسر کے کہنے کے باوجود پولیس اہلکار مشتعل ہو کر تشدد کرتا رہا۔

پرچم فروخت کرنے والے پر پولیس اہلکاروں کا تشدد

پشاور: چمکنی کے علاقے میں جھنڈے فروخت کرنے والے شہری پر ہائی وے پولیس کی جانب سے

تشدد کیا گیا۔ شدید مار پیٹ سے شہری کی حالت غیر ہو گئی، جسے بعد ازاں لیڈی ریڈنگ اسپتال منتقل کیا گیا ہے۔ دریں اثنا واقعے کا ایڈیشنل آئی جی نے نوٹس لیتے ہوئے ٹریفک انچارج سمیت تین اہلکاروں کو معطل کر دیا اور تشدد کرنیوالے اہلکاروں کیخلاف کارروائی شروع کر دی گئی

تنگ دستی: 52 سالہ شخص کی خودکشی

کراچی: کھارادر کے علاقے نیپئر روڈ جوڑیا بازار کے قریب گھر سے ایک شخص کی گلے میں رسی کا پھندا لگی لاش ملی۔ پولیس کے مطابق جاں بحق ہونے والے شخص کی شناخت 52 سالہ محمد ذوالفقار ولد محمد سلیم کے

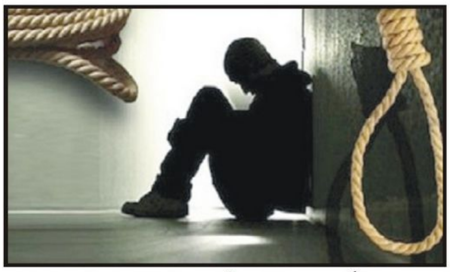

نام سے کی گئی، متوفی کے گھر والوں کا کہنا تھا کہ محمد ذوالفقار نے گھریلو تنگ دستی کے باعث خودکشی کی ہے۔

بجلی کا بل 10 ہزار آنے پر غریب شخص کی ٹرین کے نیچے آ کر خودکشی

قصور: کوٹ رادھا کشن کے رہائشی منیر کا بجلی کا بل 10 ہزار روپے آ گیا، 38 سالہ منیر پہلے ہی غربت کے ہاتھوں پریشان تھا، بجلی کا بل آنے پر اس نے ٹرین کے نیچے سر دے کر خودکشی کر لی۔

INTERNATIONAL NEWS

بین الاقوامی خبریں

بھارتی اسکول کے این سی سی کیمپ میں 13 طالبات کیساتھ جنسی ہراسانی اور زیادتی

چنئی: بھارتی ریاست تمل ناڈو کے ایک اسکول میں نیشنل کیڈٹ کور (این سی سی) کا ایک جعلی کیمپ لگایا گیا جس کے دوران ایک درجن سے زائد لڑکیوں کے ساتھ جنسی زیادتی کی گئی۔ کشمیر میڈیا سروس کے مطابق تامل

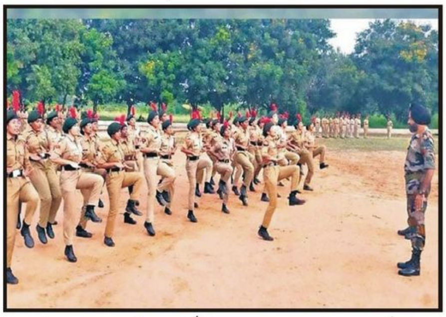

ناڈو پولیس نے بتایا کہ یہ واقعہ ضلع کرشنا گری میں پیش آیا جس پر نجی اسکول کے پرنسپل اور 2 اساتذہ سمیت 11 افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ اسکول کے احاطے میں جعلی این سی سی کیمپ لگایا گیا تھا جس پر این سی سی کیمپ کے منتظم کو بھی گرفتار کرلیا گیا۔ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس، پی تھنگادورائی نے میڈیا کو بتایا کہ طالبات کو آڈیٹوریم سے باہر لایا گیا جہاں وہ ٹھہری ہوئی تھیں اور جنسی زیادتی کی گئی۔ انھوں نے مزید بتایا کہ لڑکیوں کو آڈیٹوریم کی پہلی منزل پر قیام کرایا گیا تھا جب کہ لڑکے گراؤنڈ فلور پر تھے اور کوئی ٹیچر بچوں کی نگرانی کے لیے آڈیٹوریم میں نہیں تھا۔ پولیس افسر نے بتایا کہ اسکول کے این سی سی کیمپ میں کم ازکم ایک لڑکی کے ساتھ جنسی زیادتی کی گئی اور ایک درجن کو جنسی ہراسانی کا نشانہ بنایا گیا۔ ایس ایس پی نے مزید بتایا کہ اسکول پرنسپل کو طالبہ کے ساتھ جنسی زیادتی کا علم تھا لیکن پولیس کو اطلاع دینے کے بجائے معاملے کو دبایا گیا۔ پولیس کی تفتیش میں بتایا گیا کہ جس نجی اسکول میں کیمپ لگایا گیا تھا وہاں این سی سی یونٹ نہیں تھا۔ پولیس نے پرنسپل اور 2 اساتذہ سمیت 11 ملزمان کو پروٹیکشن آف چلڈرن اگینسٹ سیکسوئل آفنس (POCSO) ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کر کے گرفتار کرلیا۔

امریکی صدارتی امیدوار نامزدگی تقریب ہزاروں افراد کا غزہ جنگ بندی کیلئے مظاہرہ

امریکا: بین الاقوامی خبر رساں ادارے روئٹرز کے مطابق ہزاروں کی تعداد میں پرامن مظاہرین نے ڈیموکریٹک نیشنل کنونشن کے پہلے روز شکاگو میں مارچ کیا۔ انہوں نے فلسطین کی حمایت میں نعرے لگائے اور غزہ میں فوری طور پر جنگ بندی کا مطالبہ کیا۔ مظاہرین نے جو بائیڈن انتظامیہ کی طرف سے غزہ جنگ میں اسرائیل کی حمایت کے خلاف شدید غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے اسرائیل کی حمایت ختم کرنے پر زور دیا۔ پہلے تو مظاہرین کئی گھنٹوں تک پرامن احتجاج کرتے رہے لیکن پھر اس کے بعد درجنوں مظاہرین سیکیورٹی حصار کو توڑ کر آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگے تاہم امریکی پولیس نے طاقت کا استعمال کرتے ہوئے انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا۔ پولیس نے کارروائی کرتے ہوئے متعدد افراد کو گرفتار بھی کرلیا۔ مشتعل مظاہرین نے اپنے غم و غصے کا رخ امریکی نائب صدر کملا

ہیرس کی طرف موڑ دیا اور ڈیموکریٹک صدارتی امیدوار کو قاتل کملا قرار دیا۔ واضح رہے کہ امریکا میں انتخابی سرگرمیوں کے حوالے سے ڈیموکریٹک پارٹی کے چار روزہ کنونشن کا آغاز ہوگیا ہے۔ کنونشن میں کملا ہیرس کی بطور صدارتی امیدوار نامزدگی کی توثیق کی جائے گی۔

طالبان کے 3 سال؛ 14 لاکھ افغان لڑکیاں تعلیم اور ہزاروں خواتین ملازمتوں سے محروم

کابل: یونیسکو کی رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ طالبان کے افغانستان میں 15 اگست 2021 سے اقتدار سنبھالنے کے بعد سے کم از کم 1.4 ملین لڑکیوں کو ثانوی تعلیم تک رسائی سے محروم کردیا گیا ہے جس سے پوری ایک نسل کا مستقبل خطرے میں پڑ گیا ہے۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق اقوام متحدہ کی ثقافتی ایجنسی یونیسکو نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ افغانستان میں گو طالبات کو پرائمری تعلیم تک اجازت ہے لیکن اب اس

میں بھی تیزی سے کمی آئی ہے اور بہت محدود تعداد میں بچے بچیاں پرائمری اسکول جاتے ہیں۔ طالبان اقتدار کے 3 سال مکمل ہونے پر جاری کی جانے والی یونیسکو کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اسکول جانے کی عمر کی لڑکیوں کی 80 فیصد آبادی تعلیم سے محروم ہے جب کہ 14 لاکھ افغان لڑکیوں کو ثانوی تعلیم سے روکا گیا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ افغانستان دنیا کا واحد ملک ہے جس نے لڑکیوں اور خواتین کو سیکنڈری اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم جاری رکھنے سے روک رکھا ہے۔ یونیسکو کا کہنا ہے کہ 2022 میں پرائمری اسکول میں 5.7 ملین لڑکیاں اور لڑکے تھے جب کہ 2019 میں یہ تعداد 6.8 ملین تھی۔ اسی طرح 2021 کے مقابلے میں یونیورسٹی کے طلبا کی تعداد میں 53 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ اقوام متحدہ کی ایجنسی یونیسکو کے مطابق اس کمی کی وجہ سرکاری سطح پر خواتین اساتذہ کے لڑکوں کو پڑھانے پر پابندی اور بچوں کو اسکول بھیجنے والے والدین کی حوصلہ شکنی کرنا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ طالبان کے وعدے کے برخلاف اب تک خواتین کو ملازمتوں سے محروم کر رکھا ہے

سوشل راؤنڈ اپ

اسلام آباد: مشال ملک حریت رہنما سید علی گیلانی کی زندگی پر تصویری نمائش دیکھ رہی ہیں

گوجرانوالہ: خواتین کے تحفظ کیلئے پنک وہیلز ٹیم شہر کے مختلف حصوں سے گزر رہی ہے

لاہور: انجمن ترقی پسند مصنفین پاکستان کے زیر اہتمام مدثر محمود نارو کی بازیابی کیلئے احتجاج کیا جا رہا ہے

لاہور: بلدیہ عظمیٰ کے ملازمین اپنے مطالبات کے حق میں ٹاؤن ہال کے سامنے دھرنا دیئے بیٹھے ہیں

لاہور: خواتین کے حوالے سے منعقدہ تقریب میں عظمیٰ بخاری، بشریٰ خالق و دیگر خواتین رہنما سٹیج پر موجود ہیں

لاہور: بلھے شاہ کانفرنس کے موقع پر چیئرمین ورلڈ پنجابی کانگریس فخر زمان کو صغریٰ صدف، الیاس گھمن، خالد عباس ڈار اور مدثر اقبال بٹ پھول پیش کر رہے ہیں

لاہور: سول سوسائٹی کی تنظیموں کے زیر اہتمام مقامی باشندوں کے عالمی دن کے حوالے سے منعقدہ سیمینار میں ممتاز صحافی ضمیر آفاقی، نذیر غازی و دیگر رہنما سٹیج پر بیٹھے ہیں

لاہور: الحمراء آرٹ گیلری میں طالبات ملبوسات کی نمائش دیکھ رہی ہیں

A Refreshing Way Naturally
کلاسک
صندل
آفتاب قرشی ®
قدرتی صندل کی نیچرل ریفریشنگ کا ٹھنڈا میٹھا احساس
Aftab Qarshi Dawakhana:
Muzamil Town, 20-Km, Multan Road, Chong, Lahore. Ph: +92-42-37511532-3.
Web: www.aftabqarshi.com Email:aftabqarshi@hotmail.com
www.facebook.com/AftabQarshi